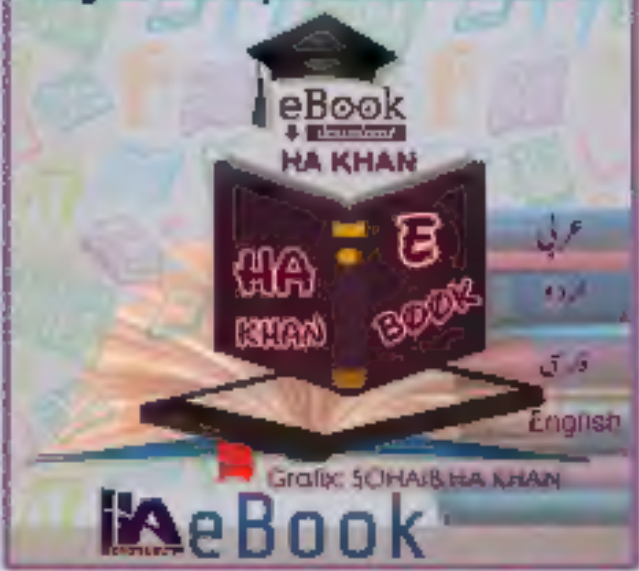


طبیعی لغت نویسی کے

# میانیاں

Telegram Link <https://t.me/HAKHANEBOOK>



مصنف: حکیم محمد اسلم خان

ترجمہ: محمد رضی الاسلامدوی

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

طبی لغت نویسی

کے

مبایات

26636  
148/067  
6485

مصنف

حکیم محمد اجمل خاں

ترجمہ

محمد رضی الاسلام ندوی

ایم ڈی اسکالر - شعبہ سائنات  
اجمل خاں طبیہ کالج - سلم پور رشتی - علی گڑھ

Telegram Link <https://t.me/HAKHANEBOOK>



HA KHAN  
BOOK  
English

© جلد متون مختصر

نام کتاب: \_\_\_\_\_ طبعی لغت فارسی کے مبادیات

مصنف: \_\_\_\_\_ حکیم محمد اجمل خان

مترجم: \_\_\_\_\_ محمد رضی الاسلام ندوی

ناشر: \_\_\_\_\_ محمد رضی الاسلام ندوی

سن اشاعت: \_\_\_\_\_ ۱۹۹۱ء

طبع: \_\_\_\_\_ اول

تعداد اشاعت: \_\_\_\_\_ ۶۰۰ (چھ سو)

قیمت: \_\_\_\_\_ 20/-

مطبوعہ: \_\_\_\_\_



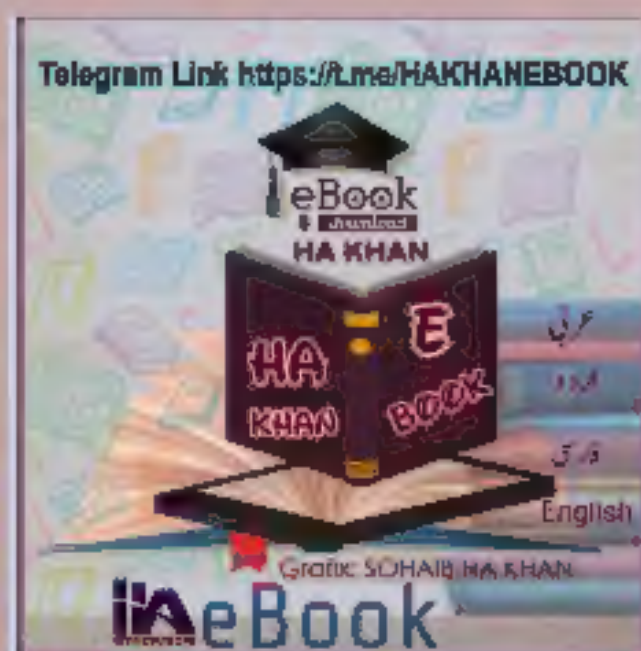
ملنے کے پتے:

۱۔ اسلامک بک ہاؤس۔ شہزادہ کیٹ۔ علی گڑھ

۲۔ مکتبہ تحقیق و تصنیف اسلامی۔ پان والی کوشی، دیوبند پور۔ علی گڑھ



یہ کتاب فخر الدین علی احمد میموریل کمیٹی حکومت  
اتر پردیش کلکتہ کے مالی تعاون سے شائع  
ہوئی۔



# فہرست مضامین

۷	تعارف
۹	طبعی کتب لغات کا سرسری جائزہ
۱۰	لغت نویسی کے دوران پیش نظر بننے والی باتیں
۱۳	مقدمہ کی ضرورت
۱۴	باب شاذ الفاظ
۱۶	باب مختلف فیہ الفاظ
۲۱	باب معرب اور ذخیل الفاظ
۲۶	باب مولد الفاظ
۲۸	باب وہ معرب اور ذخیل الفاظ جن کے ہم معنی عربی الفاظ بھی ہیں
۳۰	باب حقیقت و مجاز
۳۵	باب نسب اربعہ رجاء نسبتیں
۳۸	باب اشتقاق
۳۹	باب نعمت
۴۰	باب تخفیف
۴۲	باب مفرد اور مرکب الفاظ
۴۳	باب امثال
۴۵	باب وہ الفاظ جن پر اب عام یا بنات داخل ہوتے ہیں

- ۴۶ باب محرب ربا عرب مکائی الفاظ
- ۴۷ باب وہ الفاظ جو بصورت تشبیہ مستعمل ہیں
- ۴۸ باب وہ الفاظ جو بصورت جمع مستعمل ہیں
- ۵۰ باب اسماء قوی
- ۵۱ باب کچھ مصنوع الفاظ
- ۵۲ باب وہ الفاظ جن میں باہم کچھ فرق ہے
- ۵۶ باب ادویہ کے اسماء والقاب
- ۵۸ باب متضاد الفاظ
- ۶۰ باب مترادف الفاظ
- ۶۱ باب وہ الفاظ جن کے ہم معنی عربی الفاظ نہیں ہیں
- ۶۲ باب اضافت
- ۶۶ باب وہ الفاظ جنہیں عام بول کران سے خاص مفہوم مراد لیا جاتا ہے
- ۶۸ باب دوزبانوں سے مرکب الفاظ
- ۶۹ باب اشتراک لفظی اور مشابہت
- ۷۲ باب وہ الفاظ جنہیں عام طور پر غلط پڑھا جاتا ہے
- ۷۳ باب غیر منصرفت الفاظ
- ۷۳ باب اسماء منسوبہ
- ۷۵ باب وہ الفاظ جو بیک وقت کئی احوال پر دلالت کرتے ہیں
- ۷۶ باب وہ الفاظ جو قریب قریب ایک جیسے لکھے جاتے ہیں
- ۷۷ باب وہ الفاظ جن سے مراتب پر دلالت ہوتی ہے
- ۷۹ باب وہ الفاظ جو خود اصطلاحی نہیں لیکن ان کی اقسام اصطلاحی ہیں



# تعارف

پیش نظر کتابچہ حکیم اجل خاں کے ایک رسالہ مقدمۃ اللغات الطبیۃ کا اردو ترجمہ ہے۔ حکیم صاحب کے عربی زبان میں تحریر کردہ دوسرے رسائل کا بھی راقم نے اردو میں ترجمہ کر لیا ہے جنہیں انشاء اللہ جلد ہی ایک مجموعہ کی شکل میں شائع کر دیا جائے گا۔

طبی لغات میں پائی جانے والی غلطیوں کے پیش نظر حکیم اجل خاں ایک ایسی کتاب لکھنا چاہتے تھے جو مختلف طبی لغات اور مختلف زبانوں کے طبی الفاظ کی جامع ہو اور تمام غلطیوں سے پاک ہو۔ چنانچہ اس سے پہلے انہوں نے یہ مقدمہ تصنیف کیا جس میں طبی لغت نویسی کے قواعد و ضوابط اور مبادیات بیان کیے اور وہ اصول بھی راجع کر دیے جن کی رعایت وہ اپنی اصل کتاب میں کرتے۔ لیکن غالباً بعد کی قلیل قدر سیاق و سباق کی وجہ سے انہیں اس کی تصنیف کا موقع نہیں مل سکا۔ یہ مقدمہ غالباً اس دور کا تصنیف کردہ ہے جب حکیم صاحب موصوف نواب رام پور محمد حامد علی خاں بہادر کی ریاست میں طبیب خاص کے عہدہ پر فائز تھے۔ شاید اسی لیے اس کا انتساب انہوں نے نواب رام پور کی جانب کیا ہے۔ البتہ اس کی اشاعت بعد میں ۱۳۳۳ھ مطابق ۱۹۱۵ء/۱۹۱۶ء میں مطبع مجتہبان دہلی سے باہتمام مولوی محمد عبدالاحد بونئی۔

اس مقدمہ میں جگہ جگہ میدان طب میں حکیم اجل خاں کی اجتہادی شان نمایاں ہے۔ اور ان کی لغوی صلاحیت و عبقریت آشکارا ہوتی ہے۔ مجھے حکیم صاحب کی سوانح حیات پر لکھی گئی بعض کتابوں کے مطالعہ سے معلوم ہوا کہ انہیں المعجم العلی العربی دمشق (جس کا موجودہ نام مجمع اللغة العربیۃ ہے) کا رکن منتخب کیا تھا۔ میں سوچتا تھا کہ

آخر عربی زبان و ادب میں حکیم موصوف کا ایسا کون سا کارنامہ ہے جس کی وجہ سے انھیں اس شرف کا مستحق سمجھا گیا؟ اس مقدمہ سے مجھے اپنے سوال کا جواب مل گیا اور مجھ پر واضح ہو گیا کہ عربی زبان و ادب پر مکمل قدرت اور علم لغت میں گہری دسترس کی بنا پر سبھا طور سے حکیم صاحب اس شرف کے مستحق تھے۔

استفادہ میں آسانی کی غرض سے پورے رسالہ کا جوں کا توں ترجمہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ البتہ خطبۃ الکتاب اور تہدیدی جملوں کا ترجمہ نہیں کیا گیا ہے۔ اہل علم سے گزارش ہے کہ ترجمہ کے سلسلے میں اپنے مفید مشوروں سے نوازیں۔ آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس میں افادیت کا کوئی پہلو ہو تو اس کے اجر سے نوازے اور استفادہ عام کرے۔ آمین!

محمد رفی الاسلام ندوی

ایم ڈی اسکالر شعبہ کلیات دہم الامراض

اجمل خاں طبیہ کالج

مسلم یونیورسٹی علی گڑھ



Telegram Link <https://t.me/NAKHANEBOOK>





خطبہ کتاب کے بعد.....

## طبعی کتب لغات کا سرسری جائزہ

میں نے توفیق الہی علم طب کی اکثر کتابوں کا مطالعہ کیا ہے۔ ان میں سے ایک مجموعہ بھی ہے۔ خیال تھا کہ یہ کتاب اسم بامسمیٰ ہوگی اور قسمی موتیوں اور جواہرات سے مالا مال ہوگی لیکن یہ دیکھ کر تعجب اور افسوس ہوا کہ اس میں جواہرات کے بجائے خرف ریزے بھسے پڑے ہیں اور بے سرو پا باتوں اور بے بنیاد اقوال سے مملو ہے۔ اس کا مصنف قابل ذکر باتوں کو چھوڑ دیتا ہے اور ناقابل اعتناء چیزوں کا ذکر کرتا ہے۔ اس کے باوجود لوگوں نے اسے بے مثال تصنیف قرار دیا ہے اور اسے تمام لوگوں کے لیے مفید بتلایا ہے۔ صورت یہی کتاب نہیں بلکہ اس کے علاوہ کچھ دوسری کتابیں بھی ہیں جن کا ہم یہاں تذکرہ کرنا نہیں چاہتے (جو اگرچہ بعض ماہرین فن کی جانب منسوب ہیں لیکن اگر میں ان پر تنقید کرنے لگوں اور بغیر کسی نیادنی کے انصاف کے ساتھ ان کا تجزیہ کروں تو ان کے مؤلفین کے آراء و افکار کی رکاکت اور بزدلی واضح ہو جائے گا۔

چنانچہ جب میں نے دیکھا کہ اس فن کی مشہور کتابیں بھی غارِ غار مطالعہ کرنے پر درجہ اعتبار سے گر جاتی ہیں تو ارادہ کیا کہ طبی لغت کی ایک ایسی جامع کتاب تصنیف کروں جو شواہب سے پاک و صاف اور آب چشمہ حیواں کی طرح خالص ہو۔ لیکن میرے دل میں خیال آیا کہ یہ کام شروع کرنے سے پہلے ایک مقدمہ تصنیف کروں جس کی نیشیت کلیات کی ہو۔ اس کے بعد اصل کتاب کی تصنیف شروع کروں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ صدق اور راستگی کی توفیق عطا فرمائے۔

اس مقدمہ کو جب بسترِ حسد پر پہلو بہنے والے لوگ دیکھیں گے تو کہیں گے کہ



اس کتاب سے موضوع کا حق ادا نہیں ہوا لیکن اگر وہ انصاف سے کام لیں گے اور دوسروں کی کتابوں سے اس کا موازنہ کریں گے تو اس کا اعتراض کرنے سے گریز نہیں کریں گے کہ میں نے ہی سب سے پہلے اس موضوع پر قلم اٹھایا ہے۔ ان کی آنکھوں میں سرمہ لگا کر ان کی بینائی تیز کی ہے اور انھیں راہ دکھائی ہے۔ اس مقدمہ میں میں نے وہ تمام چیزیں بیان کی ہیں جو اس موضوع کے تعلق سے میرے ذہن میں آئی ہیں۔ اس میں میں نے ہر صنف کے لیے ایک مستقل باب منعقد کیا ہے۔

## لُغَتِ نَوِسی کے دوران پیش نظر رہنے والی باتیں

جس کتاب کا یہ مقدمہ ہے اس میں ہم چند امور کا خیال رکھیں گے۔ ہم چاہتے ہیں کہ سطور ذیل میں ان کا مختصر تذکرہ کر دیں تاکہ قارئین ان سے آگاہ رہیں اور اگر بعض مطلقاً پر ہم ان کی رعایت سے غافل ہو جائیں تو وہ ہمیں معذور سمجھیں کہ بھول جانا انسان کی فطرت میں داخل ہے۔

۱۔ ہم اس میں صرف وہی الفاظ ذکر کریں گے جو طب سے متعلق ہوں گے۔ اس کی دو صورتیں ہیں۔ مایا تو ان کا استعمال طب میں بطور اصطلاح ہوتا ہوگا جیسے صَوَاع، سَرَسَام، غَب، خُحْکَاٹ، جَعَالی وغیرہ یا وہ آلات جیسے قَاتَا طَیْر یا جِراحت سے متعلق آلات کے نام ہوں گے۔ مایا ان کا استعمال بطور اصطلاح نہیں ہوگا۔ مثلاً اہل عرب بعض امراض، اعضاء اور ادویہ کو ایسے نام سے پکارتے ہیں جو طب میں متبادل اور اصطلاحاً نہیں ہوتے مثلاً وہ دَبَّیْلَہ کو دَاجِلَہ سر اور حَبْلُ العُنُق کو نَطَاب، سرین کو مَحْبَہ، حَنْطَل یا اس کے تخم کو کھَبْد اور فولاد کو یَلْب کہتے ہیں۔ ہم مؤخر الذکر صنف کو صنف اول کی طرح بیان کرنے کا التزام نہیں کریں گے۔ اس صنف میں وہ اسماء بھی داخل ہیں جو اگرچہ طب کے ساتھ خاص نہیں ہیں لیکن اس میں مستعمل ہیں مثلاً آجَام اور بَکَاٹُ یہ الفاظ باوجود طب کے ساتھ خاص نہ ہونے کے اطباء کی زبانوں پر جاری رہتے ہیں۔ چنانچہ طبی کتابیں شاذ و نادر ہی ان سے خالی ملیں گی۔ البتہ ہم ان الفاظ کو بیان کرنے سے احتراز کریں گے



۱۱۸/۵۶۴  
۴۷  
۲۱۷

جس باب سے کوئی تعلق نہیں۔ شدہ ہودی نے اپنی کتاب میں جمہوری راویں اور جمہوری  
از حری کا بھی تذکرہ کیا ہے۔ یاد رکھو کہ تھیں جو تہ سب کو یہ دو قسم کی مہینوں کے نام ہیں۔ ان کا  
طب سے کوئی تعلق نہیں۔

۲۔ اگر کوئی نفعہ ذواجزار سے مکب ہو اور اس سے ان دونوں اجزاء کے مدد کے  
مدد کوئی اور معنی نہ معلوم ہو یا ہو تو اس کی تعلیم نہیں بیان کریں گے صرف متن میں ہے  
درج کر دیں گے کیوں کہ دونوں اجزاء کو مکب ان کی جگہوں پر تفصیل سے بیان کریں گے  
مشد حروفہ بعض اس کے دونوں اجزاء (حرفہ و بعض) کا تذکرہ ہم باب الحاء  
اور باب عین میں کریں گے۔ حروفہ العین کے تحت اس کی تعلیم دینے کی کوئی ضرورت  
نہیں۔ اس لیے ہم صرف اس نفعہ کا تذکرہ کر دیں گے تاکہ متن میں کوئی مرض ذکر ہونے سے  
نہرو جائے۔

۳۔ اگر کسی مرض کے کئی نام ہوں تو ہم ان میں سے مشہور کا تذکرہ اس کے باب میں کریں گے  
بقیہ کو گرچہ ان کی جگہوں پر درج کر دیں گے لیکن ان کی تعریف ذکر نہیں کریں گے۔ ہر  
پہچنے یا آگے کا حوالہ دیں گے مثلاً مسکوحہ کہ اس مرض کے کسی نام میں مثلاً آخذہ  
مذکرہ اس مرض کا تعریف ہم صرف اس اسامی میں کریں گے۔ باب الالف اور باب المیم  
میں نہیں کریں گے۔ باب الالف میں ہم صرف اتنا لکھ دیں گے کہ آخذہ کو شخص بھی کہتے  
ہیں اس کا تذکرہ آگے آئے گا اور باب المیم میں لکھ دیں گے کہ مذکر کو شخص بھی کہتے ہیں۔ اس  
کا بیان گزر چکا۔

۴۔ جن شذوہا کا استعمال بہت کم ہوتا ہے۔ اگر ہو سکا تو ان کی نسبت ہم ان کے  
ناتقین یا قائل اول کی طرف کریں گے مثلاً مژغہ ریشیجہ رجو صغرا کی ایک قسم کا  
نام ہے۔ کو مژغہ مینوس کی طرف منسوب کریں گے۔ کیوں کہ اس نے اپنے بعض مقالات  
میں اس کا نام مراحہ سے معرکہ ریشیجہ لکھا ہے۔

۵۔ بعض شذوہا تصنیفات کی کتابت خواہ وہ قدیم خط میں ہوں یا جدید خط میں صحیح  
نہیں ہوتی۔ اس صورت میں ہم اکثر صحت کا اعتقاد کر لینے کے بعد ہی ان سے کسی لفظ کو

اقل میں گئے لیکن اکثر ان کتابوں کی تحریریں ایک ہی نہیں تھیں چنانچہ ان کی نسبت اولیٰ و  
 ثانی نقیب صاحب نے یہی دور وہ کتاب کے دوسرے نسخے میں مذکور ہے کہ یہ نقیب صاحب نے تو اس  
 میں تصحیح کی تھی مگر وہی نسخہ اس سے غیر نہیں ہوتا۔ مثلاً وہی نسخہ تھا جس میں  
 مذکور تھا کہ وہ سرگرداں نظر آتا ہے چنانچہ بھی اس کا نام مخصوص ذکر کرتے ہیں۔  
 کہ بھی لفظ میں کہیں لفظ میں کھتا ہے تو میں لفظ میں اس کا سبب اس  
 کے سر کچھ نہیں رہا ہے میں اس کے یہ جن سے اس نے نقل کیا ہے ان کے اثر میں اس  
 میں اس نام کے سنے میں اختلاف تھا چنانچہ اس نے یہ تصدیق کر رہا ہے کہ یہی نسخہ  
 ہے۔ اس نے اس کی جو تحریفیں ذکر کی ہیں ہر نہیں بغیر کسی تحریف کے یہاں کریں گے۔  
 بسا اوقات ان کے کلام سے تعویذ کا استنباط کریں گے مثلاً کے سر پر جو سینوس سے  
 سادہ سے معروف ہیں بھی سنہ ۱۰۰

جب تمام آیتیں دیکھ کر منہ کا شکر رہا ہے اور اندرون جرم، دلوں کو تھوڑی  
 دیر کے بیت بھی نہ رک سکے اور یہ منہ لذت پیدا کرنے والی بھی نہ ہو تو اسے دس نسخہ  
 کہتے ہیں۔ اس حملہ سے استنباط کر کے ہم یہ سمجھیں گے کہ ثانی نسخہ، وہ منہ ہے  
 جس میں لذت نہیں ہوتا اور اس میں آیتیں اور معنی اندرون جرم، دلوں کو تھوڑی  
 دیر کے بیت بھی روکنے پر توفیق نہیں ہوتے۔ اس تعریف کو ہم بوقت ضرورت بغیر  
 کسی تردد کے جو سینوس کی طرف منسوب کریں گے۔ درجہ اولیٰ کی تبدیلی یا تقدیر یا خیر  
 کی پر راہ نہیں کریں گے۔ اس سے کہ جو سینوس کے کلام سے ہم نے جو بات مستنبط کی ہے وہ  
 یہ نقیب صاحب نے عینہ وہی سہ جو جو سینوس نے کہی ہے۔ یہ ہم نے منہ مثال کے طور پر بیان کیا  
 ہے اس کا مطلب یہ نہیں کہ ہم اسے لفظ کے تحت اس تعریف کو بیان کریں گے۔

۱۰۔ اگر ایک تیز کے ناموں اور ان میں سے بعض کے سلسلہ میں تو کو اشتباہ ہو جائے  
 اور کچھ شک پیدا ہو جائے تو ہم اس کا ذکر نہیں کریں گے۔ اگر ذکر کیا بھی تو اسے تھوڑی شک  
 کی حد تک ہم بھی بنا دیں گے۔

۱۱۔ اگر غیر مشہور یا نثر حب سے کو کیفیت کہنے کے لیے اس کی قلم نیف میں شاذ



اعتدال دیکھیں گے تو ان کا تذکرہ صرف اسی صورت میں کریں گے جب وہ ماہرین فن سے نقل کر رہے ہوں۔

۵۔ اگر ہم کسی بات میں ایک اسم کا ذکر کریں گے اور اس کی کسی اقسام ہوں تو دیکھیں گے کہ کیا ان اقسام میں اس اسم کے متعلقہ چیزیں مزید کچھ قیود پائی جاتی ہیں یا نہیں؟ اگر پائی جاتی ہوں گی تو ہم اسی اسم کے ساتھ انھیں بھی بیان کر دیں گے۔ مثلاً سوسام کے تحت ہم ذکر کریں گے کہ سوسام درم کو کہتے ہیں خواہ دماغ کی کسی ایک غشا میں ہو یا دونوں اغشہ میں یا دماغ میں یا ان سب میں۔ چنانچہ ہم وہاں سوسام جمعیتی اور سوسام مخداری دونوں کو ان کی تعریفوں کے ساتھ بیان کریں گے اور اگر اس اسم کی اقسام میں مزید کچھ قیود نہیں پائی جاتی ہوں گی مگر وہ باعتبار لفظ مختلف ہوں گی مثلاً سوسام مطس اور سوسام کبرہ دونوں اگرچہ سوسام کی اقسام میں سے ہیں لیکن باعتبار لفظ مختلف ہیں تو انھیں ہم ان کے بواب رباب التفات اور باب ایہم میں الگ الگ ذکر کریں گے۔

۶۔ جب کسی شے کے معنی کی تعیین یا حرکات کی تعیین یا کسی دوسری چیز کے سلسلے میں مختلف قول منقول ہوں تو اس سلسلہ میں ہم جمہور یا افضل مرتبہ کے قاعین کا اعتبار کریں گے اور اگر ضرورت ہوئی تو اس اختلاف پر بھی بحث کریں گے۔

## مقدمہ کی ضرورت :

ہمیں یہ بتا دینے کی ضرورت اس لیے پیش آئی کیونکہ الفاظ و اسما کے معانی مختلف اور اقسام متنوع ہوتے ہیں اور ہر ایک کا ایک درجہ ہوتا ہے جس سے واقفیت ضروری ہے تاکہ مجمع و تقسیم اور غٹ و کھین میں تفریق کی جاسکے۔ چونکہ امراض ادویہ یا ان کے مشابہ چیزوں کے نام مختلف و جڑ سے لکھے جاتے ہیں اس لیے ہم نے مقدمہ میں طلباء کی توضیح اور باب کی تفصیل کے لیے طب میں متعارف معانیات بیان کیے ہیں۔ طلباء بسا اوقات دو الفاظ سے مرکب کر کے ایک لفظ بنتے ہیں اس کے بارے میں بھی ہم نے ایک باب منعقد کیا ہے۔ اسی طرح بسا اوقات ہمیں علم اشتقاق جاننے کی ضرورت پیش آتی ہے کیونکہ طلباء کہتے ہیں کہ فلاں کلمہ فلاں سے مشتق ہے۔ اور ہم میں سے بعض یا اکثر اس کا مطلب نہیں سمجھ پاتے ہیں اس لیے اس کے لیے بھی ہم نے ایک باب منعقد کیا ہے۔ اسی طرح بعض اسما پر الی داخل نہیں ہوتا مثلاً سوسام مطس وغیرہ

اور بعض خاص بات میں وہ اس سے غلط فہم رہتا ہے۔ بعض خاص باتوں پر  
معنی ہونا ہے لیکن اگر نہ سمجھیں کہ دوسرے محرم ہوں منسوب کر دینا تو غلط ہے کہ نہ  
میں ان کے معنی میں ہوں نہ وہ اس میں۔ اس وقت تک کہ وہ سمجھیں کہ وہ ہیں جو ان کے معنی  
اس سے ایک خاص معنی میں ہوتے ہیں۔ اگر نہ ان کو دوسرے معنی میں سمجھیں تو  
جو شخص جو بات کہتے ہیں ان کو دوسرے کو بھی وہی معنی ہے۔ اس سے  
اس بات پر نہ سمجھ کر کہ بعض بات میں محرم ہے

منہوں چومے۔ من میں کیا دیدے۔ نچرے پہنے دیں۔ من میں کیا کہیں۔ بوج  
تو نہ تھوڑے سے۔ ششماں سے ٹھہر کر۔ تو میں پر توں کر کے پڑے۔ تو میں  
تو کر کے ہیں۔ میں ہیں تھیں ہیں۔ تو میں ہیں۔

باب ۱

# شاذ الفاضل

تو اسے جواب دہ انداز میں بھیجیں۔ مگر جب کہ نہ دیکھو تو اس کا حال معلوم  
اور اس کا سہارا نہ ملے تو شاید اگر کسی غلط فہمی کا باعث بنے۔  
فہم یی یہ وہ ہے کہ فن کے بیان کیا ہو تو اسے قبول کیا جائے گا کہ وہ تمہارے خلاف  
نہ ہو یا انہیں جیسے ہی شخص نے اس کی مخالفت کی ہو لیکن اگر کسی شخص کے تسلیم میں  
جالیوں پر اس کی مخالفت کرے تو وہ یوں اس کا حباب بن جائے گا کہ بغیر اس کا۔ اس  
پیر کہ مقدمہ مذکور فن طلب میں باوجود زمانہ کے اعتبار سے مندرجہ ہونے کے مگر مذکور سے  
انفصل سے۔ اس وقت شیخ کے غلبہ میں قریشی کا تبار نہ ہو گا۔ اس لیے کہ تسلیم

سے مختلف نہ صرف چوتیس<sup>۲۴</sup> بوسہ بیان کیے ہیں۔ مہتر:



کے سلسلہ میں وہ قمری سے زیادہ معتبر ہے۔ البتہ اس سلسلہ میں اس کا درجہ چاہیے اس سے کمتر ہوگا۔

شذوذ کی تین قسمیں ہیں :

۱۔ تاذ شفہی : جس کا معنی معروف ہو مگر غلط استعمال کرنا ہو۔

۲۔ شذوذ معنوی : جس کا معنی احباب کے نزدیک غیر معروف ہو۔

۳۔ شذوذ لفظی : معنوی : جس کا معنی بھی غیر معروف ہو اور غلط استعمال بھی کرنا ہو۔

تاذ شفہی کی مثال انشاء میں یہ جہی کا نام ہے۔ اس کا معنی معروف ہے لیکن اس غلط استعمال نادر ہے۔ تاذ معنوی کی مثال مدرس اس کا مطلب ہے مختار وقت اور وقت کے لحاظ سے باعتبار وجہ سبب سہل و سہل وقت یہ معنی احباب کے نزدیک معروف ہے لیکن بقایا اس سے مراد وقت خدا کے معنی میں صرف مرادیت ہے۔ یہ معنی علماء کے نزدیک شاذ ہے۔

قمری قسم کی مثال مترادف منتخب ہے۔ یہ صفت اور غیر طبعی کی ایک قسم ہے۔ لیکن یہ طبعی قسم میں مذکور صفت کی اقسام کے علاوہ ہے اور صفت اور غیر طبعی کی اقسام میں حصہ اور کوشش کے علاوہ ایک دوسری قسم ہے۔ اس طور پر یہ لفظ اور معنی دونوں اعتبار سے شاذ ہوگا۔ باعتبار لفظ اس وجہ سے کہ اسے جائیداد میں وضع کیا ہے۔ اس کے علاوہ دوسرے احباب نے اس کا استعمال نہیں کیا اور باعتبار معنی اس سے کہ یہ صفت اور غیر طبعی کی معروف اقسام کے علاوہ ہے۔

شذوذ شفہی کی چند اور مثالیں درج ذیل ہیں :

حوالات : حفض کے معنی میں

حشر : قمرندی کے معنی میں

جلتہ : خشک ریشہ کے معنی میں

یہ الفاظ یا وجود یہ کہ عربی زبان کے ہیں۔ لیکن اہل عرب نے ان کا استعمال نہیں کیا ہے۔ شذوذ کی تمام اقسام کی اور بھی بہت سی مثالیں ہیں۔ لیکن یہاں ہم اسی پر اکتفا کرتے ہیں۔

## باب ۲

## مختلف فیہ الفاظ

اس کا مطلب یہ ہے کہ کسی لفظ کے علاوہ جس (یعنی حرکات و سکنات) کون اور  
مد و قصہ وغیرہ) حروف ہر معنی اور اسباب میں مختلف ہو۔  
حروف اور علاوہ جس کے اعتبار سے اختلاف کی تین صورتیں ہیں :

۱. روایت کی رو سے

۲. کتابت کی رو سے

۳. ترجمہ کی رو سے

جہاں تک روایت کا تعلق ہے تو اس میں فطری ہونے کی دو صورتیں ہیں۔ پہلی  
صورت تو یہ کہ روایت کے وقت وہ لفظ ٹھیک سے یاد نہ ہو پائے۔ اس سے کہہ سکا  
اوقات سامع کسی لفظ کو اچھی طرح نہ سن سکا ہے لیکن کچھ دن گزرنے کے بعد وہ  
اسے دوسری طرح بیاں کرتا ہے اور یادداشت میں کمی کے باعث اسے فطری کو محسوس  
بھی نہیں ہوتا۔ دوسری صورت یہ کہ روایت ہی کے وقت حروف کی گزریں یک جہتی  
ہونے کے سبب وہ لفظ کو ٹھیک سے نہ سن سکا ہو۔ مثلاً مر اور ط اور ص  
بٹ میں اور ص، ت اور ط، ص اور د، اور ح اور ک کی آوازیں۔  
ایک کثر اس وقت ہوتا ہے جب بولنے والے لفظ عربی نہ ہو۔ اس لیے کہ علمی لوگ  
غیر فصیح بولنے کی وجہ سے اکثر ان الفاظ کی ایسی اس طرح کرتے ہیں کہ سننے والے  
کے لیے ان میں تمیز کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ اس کی مثال حصص ہے۔ اس کے  
بائے میں بعض کا کہنا ہے کہ دونوں حروف ض میں بعض نے کہا ہے کہ  
دونوں ظ میں اور بعض کہتے ہیں کہ پہلا ص ہے دہرا ط، جب بھی





سبح۔ کرمہ جہین کی دولت سے میں قربا اختلاف میں مدفون میں سے کسی کو عقل نہ تھی  
 قرار پا جانے کا یہ کہ وہ بھی جو اور جو بہ کے محو و لذت کی فانی حلت کر دے۔  
 حیرت کے پہلو سے فتنہ بیان کرنے کی ضرورت نہیں یوں یہ پیش ہے۔  
 بس اتنا کہ کتب کسی حرف پر نہ برکت دیتا ہے۔ کہ میں پانچ ہزار چاہت یہ کسی بزرگ  
 کیا اتنا ہے کہ اس پر سکون ہونا چاہیے۔

وہ جو غفلت کے اعتبار سے ختم رشتہ فانی غفلت عانی رشتہ سے یا  
 نور میں رشتہ یا یونانی اصل یا وہ مفردت، مرکب، افودہ وہ کسی زبان کے محو میں  
 حرف میں غور نہ کرنے یا ان سے ناواقف رہنے کے سبب ہوتا ہے۔ نہ غفلت  
 اس کے بارے میں بعض نے کہا ہے کہ یونانی غفلت ہے اس کی اصل سہولت سے بعض  
 کا خیال ہے کہ وہ فارسی و یونانی سے مرکب ہے۔ یہ اس غفلت اور سام یونانی  
 ہے جس کے معنی ورم کے ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ وہ فارسی و یونانی سے مرکب ہے۔ یہ  
 فارسی، ورسام عربی ہے جس کے معنی موت و مرض کے ہیں۔ یہ اختلاف جنس و نوع  
 کے یونانی زبان سے مدد و تقویت کی وجہ سے ہے۔ کیونکہ یونانی میں یہ غفلت نہیں پڑا  
 جاتا۔ اسی طرح جن لوگوں نے کسی فارسی و یونانی سے مرکب قرار دیا ہے، وہ بھی، واقعیت  
 کا شکار ہیں کیوں کہ انھیں نہیں معلوم کہ یونانی اور فارسی زبانوں کا کبھی اختلاف ہی نہیں نوکراں  
 کی ترکیب سے اسما و وجود میں آئیں۔ جو لوگ اسے فارسی اور عربی سے مرکب کہتے ہیں، وہ  
 بھی حقیقت کے ناواقف ہیں۔ صحیح بات یہ ہے کہ اس غفلت کے دونوں جزاؤں فارسی کے  
 ہیں۔ سام آسام کا مقرب ہے اس کے معنی رام کے ہیں جیسا کہ بعض فارسی کتابوں میں  
 بصراحت مذکور ہے۔

وہ معنی کے پہلو سے اختلاف تو یہ اظہار کی تحریفوں اور تعبیرات میں اختلاف  
 کے سبب ظاہر ہوتا ہے۔ یہ اختلاف معنی میں ہوگا۔ مثلاً جنس و نوع کے

سے محسوس کیا ہے کہ یہ بات اس کے لئے پکی ثابت نہ ہو سکی ہے۔

کہ ملاؤس کے معنی یونانی زبان میں ہارت، رحم، واسے رب رحم کر، ہے۔ جبکہ بعض کہتے ہیں کہ اس کے معنی میرا اَلْمُسْتَعْدُّ مِنْهُ وہ چیز جس سے پناہ مانگی جائے، یا اس معنی میں ہوگا جس سے کوئی چیز جانی جاتی ہے۔ مثلاً کہا جاتا ہے کہ بعد بعض لوگوں کے نزدیک وہ دہوی مادوں کے سبب لکھ کے طَعْنَةُ مُلْتَحِمَةٍ کے درم کو کہتے ہیں۔ جبکہ بعض دوسروں کے نزدیک صرف دَرَمِ طَعْنَةُ مُلْتَحِمَةٍ کو کہتے ہیں خواہ وہ دہوی مادوں سے ہو یا دوسرے اخلاط سے۔ یا مثلاً اَدْقَبَ بعض لوگوں کے نزدیک ساتھ مشقال کو کہتے ہیں اور بعض کے نزدیک آٹھ مشقال کو۔ اس قسم کا اختلاف حقیقت سے ناواقفیت یا عداوت اور ان کی اشتباہ میں اختلاف کے سبب ہوتا ہے۔ مؤخر الذکر وجہ بدقت دیکھنے پر اکثر عادات میں نادر الذکر کی طرح راجع ہوتی ہے۔

اس تفصیل کے بعد اب مختلف فیہ الفاظ کی قسمیں بیان کی جاتی ہیں یا اعتبار لے سائے ان کی چار قسمیں ہیں۔

۱۔ اختلاف عوارض کی جنس میں ہو۔ مثلاً حرکات ثلاثہ زبر، زیر، پیش، سکون اور مد و قصر وغیرہ۔

۲۔ اختلاف حرکت کی جنس میں ہو اس میں مشدد اور مخففت داخل ہیں۔

۳۔ اختلاف جوہر لغت میں ہو۔ مثلاً یہ کہ نداں لفظ فارسی سے ماخوذ ہے یا کسی دوسری زبان سے یا یہ کہ وہ مفرد ہے یا مرکب؟

۴۔ اختلاف معنی میں ہو۔ اس کی دو صورتیں ہیں جو اوپر مذکور ہیں۔

یا اعتبار مرکب ان کی گیارہ قسمیں ہیں۔ اس لیے کہ ان کی شنائی اقسام تینہ ثلاثی اقسام پر اور رباعی قسم ایک ہے۔ وہ یوں کہ اول قسم یا تو دوسری قسم کے ساتھ مرکب ہوگی یا تیسری کے ساتھ یا چوتھی کے ساتھ اور دوسری قسم یا تو تیسری قسم کے ساتھ مرکب ہوگی یا چوتھی قسم کے ساتھ اور تیسری قسم صرف چوتھی قسم کے ساتھ مرکب ہوگی۔ اس طرح چھ قسمیں ہیں اور ثلاثی کی چار قسمیں یوں ہوں گی کہ پہلی اور دوسری قسمیں کبھی تیسری قسم کے ساتھ مرکب ہوں گی اور کبھی چوتھی قسم کے ساتھ۔ اسی طرح تیسری اور چوتھی قسمیں کبھی





## باب ۲

### معرب اور ذیل الفاظ

معرب اس لفظ کو کہتے ہیں جو بھی ہو اور اسے اہل عرب، عربی زبان جانتے ہوئے  
اہل اپنے طرز پر ادکرب اور دحس اس بھی لفظ کو کہتے ہیں جس میں بغیر کچھ صحت سے  
اہل عرب، اہل عرب اسے جوں کا توں اپنی زبان یا فن میں شامل کر لیں۔ ان دونوں کو ہم نے  
ایک باب میں اس لیے جمع کر دیا ہے کیوں کہ دونوں عجم میں مشتکاب میں جن لوگوں نے  
معرب کی تعریف کی ہے کہ معرب وہ بھی لفظ ہے جسے اہل عرب اپنی زبان سے  
کر لیں خواہ اس میں کوئی تغیر واقع ہو یا نہ ہو ان کے نزدیک معرب اور ذیل میں کچھ فرق  
نہ ہوگا۔

عربی زبان سے ان دونوں قسم کے الفاظ کے اختلاف کی علت ترجمہ اور لوگوں کا  
بامی اختلاف ہے۔ اہل عرب نے جب بدعجم کو فتح کیا تو وہ وہاں کی زبان کے جس لفظ  
استعمال کرتے تھے یا تو ان میں کچھ تبدیلی کر کے یا جوں کا توں اسی طرح استعمال کیا۔ جب ہر  
میں مہارت حاصل کی تو بھی زبان میں کچھ تبدیلیاں آئیں۔ اسی طرح جنس و جنس  
صفت بعض ممالک عجمی میں یہ لفظ جاتے ہیں۔ اس لیے قدیم عربی کتب میں ان کا تذکرہ  
نہیں ملتا۔ اس صورت میں اگر کوئی طبیب انھیں بیان کرنا چاہے تو اس کے بلوہ کوئی  
چراغ نہیں کہ وہ اپنی تصنیفات میں ان کا استعمال کرے۔ اس طرح کچھ لفظوں کے  
بعد ان کا شمار طبی مصطلحات میں ہونے لگے گا۔ کثر مواقع پر معرب اور ذیل الفاظ  
کے درمیان فرق کرنا دشوار ہوتا ہے۔ خاص طور پر اس وقت جب وہ پرانی روایت  
یا سریانی زبانوں کے ہوں۔ اس لیے کہ اہل ان زبانوں سے ناواقف ہیں۔ اس لیے وہ  
ان میں تمیز کرنے پر قادر نہیں ہوتے۔ ان کے درمیان تمیز کرنے کی صلاحیت اس وقت





## اور ماذح۔

۱۱۔ اس میں مس ب کے بعد آئے اس کی مثال اس وقت ذہن میں نہیں ہے  
 \* جس حروف کو اس عرب لغت کے وقت دوسرے ایسے حروف سے بدل دیتے ہیں  
 ن ب و ی کی روں پر بار نہیں ہوتی، وہ درج ذیل ہیں :  
 ت : اسے وہ ت سے بدل دیتے ہیں مثلاً نوٹ کبھی ب کو ط سے بدل  
 دیتے ہیں۔ مثلاً صنفوح

پ : اسے وہ ب سے بدل دیتے ہیں مثلاً سرکاریہ کہ اصل اس کی بیکریہ  
 ہے۔ یہ ر منطس کو کہتے ہیں۔ بس وقت وہ ب کو ف سے بدل دیتے ہیں۔  
 مسترد در ہر کہ دور رہر سے معرب ہے۔

الف : بس وقت سے ع سے بدل دیا جاتا ہے۔ مثلاً نزوت فار کی لفظ  
 ہے۔ اور اس کا معرب غنودت ہے۔

ہ : گروہ کن سے یعنی لفظ کے آخر میں واقع ہو تو اکثر اسے ج سے بدل دیا  
 جاتا ہے۔ مثلاً دھج ررح مؤر مسرج، دھلج ملج املج، بس اذق  
 اسے ب سے بھی بدل دیا جاتا ہے۔ مثلاً رسہ فار کی غظا ہے۔ تعرب کرتے وقت ہ  
 کو ا سے بدل کر دیا جاتا ہے۔ بس وقت ہ کو و سے بھی بدل دیا جاتا ہے۔  
 مدبرو زود۔ معرب ہے اور نسس کہ وہ بست کا معرب ہے اور  
 سون کہ وہ ب۔ معرب ہے۔ ہ کو ت ذون، بری ح سے بدل دیا جاتا ہے مثلاً  
 کیمخ کہ وہ کامت کا معرب ہے۔

ذ : گچی عرب کرتے وقت ہ کا سا ذکر دیا جاتا ہے۔ مثلاً حودہ کہ وہ حود  
 کا معرب ہے۔

گ : اس کی جہ ح استعمال کیا جاتا ہے مثلاً نجد، حلد، حمصہ  
 معرب ہوتے ہیں جہ کب بھی رہتے ہیں مثلاً نجد کسب، شاذون، د  
 ہی اس کی جہ ق استعمال کرتے ہیں مثلاً دانق کہ وہ دانگ سے معرب ہے۔

مش: اسے من سے بدل دیا جاتا ہے۔ مثلاً مفسر  
و: کبھی کبھی اسے ج سے بدل دیا جاتا ہے۔ مثلاً مذبح کہ دور دور سے

ہے۔

د: اکثر اس کی جگہ استعمال کیا جاتا ہے۔ مثلاً نوری کہ دور دوری کا معنی ہے  
ز: اس کی جگہ ح لایا جاتا ہے۔ مثلاً حدود دور دور کا معنی ہے۔  
ک: ہاں کی جگہ ج لایا جاتا ہے۔ مثلاً کندہ کندہ یا خندہ دہندہ کہ اس کی  
اصل کندہ دہندہ سنر ہے۔

چ: اس کی جگہ من آتا ہے۔ مثلاً جب راسخ کہ یہ من میں حد رہا ہے  
ب: وقت اس کی جگہ ص لایا جاتا ہے۔ مثلاً در صنی اور حص کہ یہ نور و صنی  
اور گچ سے معرب ہیں۔

ح: برابر اوقات ح کا تصرف دیا جاتا ہے۔ مثلاً جو دیہ کہ ہا تعرب میں نوشت  
شد مسر دارد فارسی غلط ہے جوہ فی میں مسودہ لوح ہو گیا۔  
ژ: یہ ج سے بدل جاتا ہے۔ مثلاً جورد یا زورد اس کی اصل  
فرسی میں لازورد ہے۔

اس تفصیل سے یہ بات عیاں ہو گئی ہوگی کہ تعرب کے کچھ متعین، مہول نہیں ہیں  
کہ ان کی پابندی کی جا سکے۔ بلکہ یہ تعرب کہنے والے پر عام اہل عرب کے پسند و نفرت  
ہے۔ جب تک کسی معرب لفظ کے بارے میں یہ جانتا ہے کہ اس کی تعرب جو مہول کی  
ہے یا خواص (یعنی عوام اور اہل فن) نے تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ اس میں درجہ ثانی  
نہایتوں میں سے کوئی ایک پالی جا رہی ہے تو سمجھو کہ اس کی تعرب عوام نے کی ہے۔  
اور اس میں تغیر بار بار ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ جتنی پہلی حالت پر باقی نہ رہے  
اس طور پر کہ اگر سننے والے کو اس کی اصل کا پتہ نہ ہو تو اس کا ذہن اس کی علت متعین  
کی نہ ہو سکے۔ مثلاً تخفافت کہ وہ من مناد رہا بدن کی حفاظت کرنے والا، سے  
معرب ہے۔

۱۔ تبدیلی برعکس ہو۔ مثلاً لوگ کہتے ہیں کہ اَسْمُوْدُ ج : نمونہ سے  
معرّب ہے۔ ن کو بدل کر ذ لایا گیا۔ یا وجود یہ کہ یہ تبدیلی غیر ضروری ہے کیونکہ  
اہل عرب ن کا استعمال کرتے ہیں۔

۲۔ اس میں ایسے حروف ہوں جو خواص سے متعلق نہ ہوں۔

سب سے خواص (یعنی سہرا اور ماہرین فن) مثلاً اطباء، تو وہ تبدیلی صرف انھیں  
حروف کی کرتے ہیں جو عجمی زبان کے ساتھ خاص ہیں۔ مثلاً ن کی زبان کے حروف گ  
ح ، ر ، ب ، اور ہمدی زبان کے حروف ب ، ج ، اور ر (۲) بقیہ حروف کو  
وہ علی حادہ ہی رکھتے ہیں۔ مثلاً مَجْنُکُشْت اور لَادُوزْد لیکن وہ الف وغیرہ  
کو حذف کر دیتے ہیں۔ کسی طرح بس اوقات الف کا اضافہ کر دینے کی پرواہ نہیں  
کرتے۔ لیکن ان کی تہریب کے بعد بھی لفظ انجمن ایسی حالت پر پانی رہتا ہے کہ گرامر  
کی اصل سے وقفیت رکھنے والا دیکھ لے تو بغیر غور و فکر کیے اسے سمجھ لے۔

اسی طرح یہ بات بھی مخفی نہ ہوگی کہ عربی لفظ میں ہونے والے تغیر کی مذکورہ قسم  
کے سارے کچھ دوسری قسمیں بھی ہیں مثلاً :

۱۔ مترجمیں و عرب بعض حروف کی تقدیم یا تاخیر کر دیتے ہیں مثلاً ن ارحل۔  
اس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ حروف کا معرّب ہے۔

۲۔ کبھی ایک حرف کو مضاف کر دیتے ہیں مثلاً اھلیہ

۳۔ کبھی دو حروف کا مضافہ کر دیتے ہیں مثلاً سورب اس میں تہریب کے

وقت انھوں نے ج اور ہ کا اضافہ کر کے سورب جہ کہا۔

۴۔ بس اوقات عجمی لفظ میں حروف کا مضافہ کر دیتے ہیں مثلاً مَطْوَانہ رجب

مستون کا معرّب ہے میں ذوالف اور ہ کا مضافہ ہے۔

۵۔ کبھی ایک حرف کو حذف کر دیتے ہیں۔ مثلاً صلب اس میں ایک حرف

حذف کر دیا گیا۔ اس کی اصل صلی بھی تھی۔

۶۔ کبھی ایک لفظ میں سے دو حروف حذف کر دیتے ہیں مثلاً ہماہرستان سے



ب۔ اور ی حروف کے اس کا معرب ماضی بنالیا

اگر یہ معلوم کرنا ہو کہ حروف اصلی کون ہیں اور حروف زائد کون ہیں تو لفظ کو تحریر سے پہلے کی حالت میں دیکھو۔ اس طرح زائد اور اصلی حروف الگ الگ ہو جائیں گے۔ کچھ میں زائد حروف بھی ہوتے ہیں اور ایسے حروف بھی جو علامات قیاس بدل دیتے ہیں۔ اس صورت میں دونوں میں اشتباہ ہو جاتا ہے۔ اس وقت تعریب سے قبل کی حالت میں غلطی کے نش کی ترتیب دیکھی جائے گی۔ اگر ترتیب میں فرق ہو گا تو یہ ایک طرف زائد ہو جائے گا۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ زائد ہے یا ایک حرف موجود نہیں ہے تو اس کا مطلب ہے کہ اسے حذف کر دیا گیا ہے اور اگر اس کی جگہ کوئی دوسرا حرف ہے تو وہ اس کا بدل ہو گا۔ اس کا سبب یہ ہے کہ تعریب کا انحصار تین امور پر ہے۔ ۱۔ اصل غلطی میں زائد ہونی ۲۔ اصل غلطی میں (۳) بعض حروف کی تبدیلی دوسرے حروف سے۔ چنانچہ جب قرآن دیکھو کہ وہ کون کون سے کاموں سے مختلف ہو گا معرب اور سُودنی کو معرب وہ کاموں کا معرب کہ چار ہوتے تو جان لو کہ پہلے لفظ میں ۱۔ اور دوسرے میں ۲ اور ۳ زائد ہیں اور تیسرے میں ۴ اور ۵ کے بعد کا حرف سے مختلف ہیں۔ اس سے کہ صارفہ میں حروف کا بدل ہے۔ درالف اور ر میں کوئی تبدیلی نہیں ہونی سب درہ کو ح سے بدل دیا گیا ہے اس لیے آخر میں موجودہ بدلتی طور پر زائد ہے۔ اس سے کہ حروف میں سے جنہیں ۶ کی جگہ پایا جاتا ہے۔ ان کی طرف مختلف ہیں ح اس مقدم پر ہے جس پر صحیح میں ح ہے اور پہلی طرف ترتیب کے متعلق اس سے کہیں غلطی آخر میں پائے جانے والے حروف کی اور ب زائد ہیں۔ اس سے کہ اصل سطح تین حروف کا ہے۔ اس کی طرح سُودنی میں الف کے بعد و و ر ہیں۔ اس سے کہ جو اصل غلطی ہے تعریب کے بعد بھی موجود ہے۔ اس وجہ سے کہنے کو یہ دونوں رہنما اور مختلف ہو گئے ہیں۔

یہاں تک کی بحث معرب بنانے کے سلسلہ میں تھی۔

دعوتِ عارفیہ: سوس دین و سوس دین دارو۔ یہ دونوں اہل حق

میں سے معجون کے لیے استعمال ہوتے ہیں جو معدہ قلب اور دماغ کے لیے نفع بخش ہو۔  
 بَذَّادُ - سفید رنگ کے کانٹے کو کہتے ہیں جو حَسک کے مشابہ ہوتا ہے۔  
 رَدْحَن عَسَدُ مَدَّ فَرْطَبی نے اپنی کتاب 'مَعْصُول' میں اس کا  
 تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ 'جالیئوس نے اپنی بعض تصانیف میں اس کا تذکرہ کیا  
 ہے: پھر قرطبی نے تعجب کرتے ہوئے لکھا ہے کہ 'بادِ سَجان جالیئوس کے زمانے میں بھی  
 پان جاتی تھی اور وہ اس سے واقف تھا: بَذَّجَّ اسی سے معرب ہے۔  
 تَرَفَّ سَفَّ فَعْصُوم کو کہتے ہیں (اسے فَعْصُوم [س سے] بھی لکھتے ہیں)  
 حُفَّ فَرْد - ان نباتات میں سے ہے جن کے سر پر دو کانٹے ہوتے ہیں  
 اسی وجہ سے اس کا یہ نام رکھا گیا۔

حَدَرِ رَگ - (یعنی چار عروق) یہ دونوں ہونٹوں میں ہوتی ہیں۔ دوا دہری  
 ہونٹ میں اور دوا نچلے ہونٹ میں۔

دُردی - وہ چیز جو کسی سیان میں نیچے بیٹھ جاتی ہے۔  
 دَنگِ سَدَنگ - یعنی ہانڈی پر ہانڈی۔

## باب ۲

### مولد الفاظ

مَوْلَد سے مراد وہ الفاظ ہیں جنہیں متاخرین نے (جن کے الفاظ فحشت نہیں  
 ہیں) وضع کیا ہو۔ زبیدی کہتے ہیں کہ مولد سے مراد نیا لفظ ہے۔ طبری الفاظ و اصطلاح  
 کی یہ صنف حضرت عربی زبان میں پائی جاتی ہے۔ اس لیے کہ اگرچہ اہل فارس اور دیگر  
 لوگوں کے یہاں بھی مولد الفاظ ہوتے ہیں لیکن وہ طب میں متداول نہیں ہیں۔ اسی لیے یہاں ہم صرف  
 انہیں مولد الفاظ کا تذکرہ کریں گے جنہیں عربی زبان کے ائمہ نے بیان کیا ہے وہ درج ذیل ہیں:

یہ کہ میں بحالت نیند نہ گھٹنے کی کیفیت کو جانتا ہوں اس کے بعد میں قہر سے  
 سے۔ بعض سے مودت کہتے ہیں جبکہ بعض سے مودت نہیں دیتے۔  
 جس میں فعل سہل کو کہتے ہیں۔ اسے بعض لوگ معرب اور بعض مودت کہتے ہیں۔

انفصاں سے روک جیتے ہیں جس سے روشنی خالی ہو جاتی ہے۔  
 جیتا۔ نڈے سے بنا کے گئے کہیں کو کہتے ہیں۔  
 نحران، ناحور اور اسوہم لہ حوری، حوریں کے معنی ہیں۔ یہ سب  
 حروف مودت ہیں۔  
 صاس۔ نذر کی ایک قسم ہے۔ اس کے بارے میں میں ختم نہ کرتا۔ بعض سے  
 معرب اور بعض مودت کہتے ہیں۔

## باب ۵

# وہ معرب اور خلیل الفاظ جن کے معنی عربی الفاظ ہیں

اشبہ دو قسم کی ہیں:

ایک وہ جو صرف غائب کے ساتھ خاص ہیں ان کا نام وہ یعنی زبان کے کسی لفظ سے  
 رکھتے ہیں۔

— دوسری وہ جو عرب اور غیر عرب دونوں کے یہاں پائا جاتا ہے۔ اس کا نام ہر ایک  
 اپنے اعتبار سے رکھتا ہے۔ اس طرح ایک ہی چیز کے کئی نام ہو سکتے ہیں۔  
 پہلی قسم کے الفاظ کو اگر ہم بغیر کسی تبدیلی کے نقل کریں گے تو ان میں دھماکے نہیں گے وہ  
 اگر کچھ تبدیلی کے نقل کریں گے تو وہ معرب کہلا سکتے ہیں۔



دوسری قسم میں بھی لفظ عقل کی ضرورت صرف اسی وقت پڑتی ہے جب اس چیز کا عربی نام معلوم ہو یا یاد نہ آ رہا ہو۔ اس صورت میں اس لفظ کو نقل کر دیتے ہیں۔  
تو اس میں کچھ تبدیلی کر کے پڑا جوں کا توں۔ پہلی صورت میں اسے "معرب" جس کا ہم معنی لفظ عربی میں بھی ہے کہتے ہیں۔  
مقدمہ اندکر یعنی وہ معرب جس کا ہم معنی عربی میں بھی ہے، کی مثال یہ ہے:-

مُسْكِرَةٌ یہ مسکرتہ سے معرب ہے۔ یہ ایک مرض ہے جس میں آدمی کو رات میں دکھائی نہیں دیتا۔ عربی زبان میں اس کے لیے عَسَاء کا لفظ آتا ہے۔

مَسْنَدٌ یہ رستہ سے معرب ہے۔ اس کا ہم معنی عربی زبان میں صُرْبہ ہے۔

هَدَدٌ یعنی حد۔ سے عربی میں مَحْدٌّ اور مَقْدَّاس کہتے ہیں۔

صَحْنٌ یعنی کڑا حائی۔ عربی میں اس کے لیے مَعْلٰی کا لفظ آتا ہے۔

سُكْرٌ نفوہ کو کہتے ہیں۔

سُوْتٌ سو سے معرب ہے۔ عربی میں اس کے لیے حُرُود کا لفظ آتا ہے۔

اُسُوحٌ عربی میں اسے مَسْک کہتے ہیں۔

مُرْكُورٌ اہل مین کی زبان میں اسے مَرْوَب کہتے ہیں۔

مُسَدَّبٌ یہ سَدَب کا معرب ہے۔ اسے اہل مین کی زبان میں مَبْجَن

کہتے ہیں۔

دَجَبٌ (یعنی بگین) بعض لوگوں کے نزدیک عربی زبان میں اسے اَسَب

اور بعض کے نزدیک معد کہتے ہیں۔

مُوْخَرٌ اندکر یعنی وہ داخل جن کا ہم معنی لفظ عربی میں بھی ہے، کی مثال یہ ہے:-

اَسْنَانٌ عربی میں اس کے لیے حُرُص آتا ہے۔

رَكْوَرٌ اہل عرب اسے لَصْف کہتے ہیں۔

يَا سُبَيْنُ: سَمَقٌ، و سَحْلَاطٌ کو کہتے ہیں۔

كُوْبِيَا: دَجْر کو کہتے ہیں۔

گزیرہ، اہل عرب سے سفیر کہتے ہیں۔  
 رندہ صن اہل عرب کے نزدیک یہ ضرور کلمہ ہے۔  
 حصار علی میں اسے صفت کہتے ہیں۔

## باب ۶

# حقیقت و محار

علم بیان میں حقیقت و محار کی تعریف یہ کی جاتی ہے کہ  
 حصار وہ غلط ہے جس سے اس کی معنی میں استعمال کیا جاتا ہے جس کے ساتھ  
 و محار میں جس سے تو صواب ہوتا ہے وضع کیا گیا ہو۔  
 درمحار وہ غلط ہے جس سے اس معنی میں نہ استعمال کیا جاتا ہے جس کے  
 لیے سے محار میں جس سے تو صواب ہوتا ہے وضع کیا گیا ہو۔  
 یہاں میں کہتا ہوں کہ یہ محار بھی ضروری ہے کہ عامانے بیان کیا اس تعریف  
 میں وضع کے بعد میں دو معانی کا حتم ہے۔ ایک وضع اور دو وضع  
 تاویں البتہ قبور کے نزدیک اس سے مراد وضع تاویں ہے۔ اس سے کہ نزدیک  
 معنی ازل متروک یہ غیر مدہوت ہے۔ اب وقایہ ایک کلمہ ایک معنی کے ہے وضع  
 ہے نہیں وہ معنی اسے معنی استعمال کرتے وقت قبور کے نزدیک مرد نہیں ہوتا۔ مثلاً  
 و صہ کہ وضع دل کے اعتبار سے اس کا اطلاق پر سہ ہوتا ہے اس کے ایک جزو جو  
 ایک عضو ہوتا ہے ہونے والے استرخاء پر ہوتا ہے پس اس کے بعد اصطلاح یہ ہوتی ہے  
 کہ قریب دو عام استرخاء ہے جو سر سے لے کر پیر تک بدن کے ایک جانب ہوتا ہے  
 وضع، علی کا اعتبار ہوتا تو نائیک کی حقیقت استرخاء محض ہوتی تو وہ کسی عضو میں نہ

ہو۔ لیکن اس میں نہیں ہے۔

مگر یہ کہا جائے کہ فی الجہت کو معنی اولیٰ کے اعتبار سے حقیقت اور معنی ثانی یعنی بدن کے ایک جانب استرخاء کے اعتبار سے مجاز قرار دیا جائے تو ہم کہیں گے کہ یہ دو وجوہ سے باطل ہے: ایک یہ کہ حقیقت کی تعریف یہ کی گئی ہے کہ وہ لفظ جو اس معنی میں استعمال ہو جس کے لیے اسے وضع کیا گیا ہے۔ اس اعتبار سے وہ لفظ اس تعریف سے نکل گیا جو اس معنی میں مستعمل نہیں ہے جس کے لیے وضع کیا گیا تھا۔ اور نفع کا لفظ اگرچہ استرخاء پر دلالت کرنے کے لیے وضع کیا گیا تھا لیکن طب میں اب وہ اس معنی میں مستعمل نہیں ہے۔

دوسری وجہ سے یوں کہ تعریف میں کہا گیا ہے کہ وہ لفظ اس معنی میں مستعمل ہو جس کے لیے اسے وضع کیا گیا ہو، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو لفظ اس معنی میں مستعمل نہ ہو جس کے لیے اسے وضع کیا گیا تھا۔ وہ حقیقت سے خارج ہے۔ کیوں کہ اصطلاح طب میں اس کے ذریعہ تعریف نہیں ہوتا اس لیے کہ اگر ہم معنی فی الجہت کو میں تو اس سے پورے بدن کے ایک جانب کا استرخاء سمجھ میں آئے گا۔ مصطلق ہوا کہ اس سے مراد صرف استرخاء نہیں رہا وہ کسی بھی عضو میں ہو، تو یہ معنی کبھی منطوب کی سمجھ میں نہیں آتا۔

مذکورہ تعریف میں "وصحیح" سے مراد محض کسی مخصوص معنی کے لیے لفظ کا استعمال نہیں ہے۔ اس لیے کہ خواہ کوئی بھی فن ہو اس میں اس قسم کا لفظ فی البدیہہ مہمل ہوتا ہے اور عموم و فنون میں تو اس کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ بلکہ وضع کا مطلب یہ ہے کہ ماہرین لغت کچھ الفاظ کو لے کر انہیں کسی علم یا فن کے ساتھ خاص معانی مقصودہ میں استعمال کریں۔ — حقیقت اور مجاز دونوں کی دو قسمیں ہیں:

عربی خاص  
مجاز  
عربی عام

عربی خاص  
حقیقت  
عربی عام



عانی نام میں سے مقرر ہوئے ہیں اس کا نام قبل سے نہیں ہوتا۔ اور مقصد اور  
عانی نام سے ملنے میں اس کا نام قبل سے نہیں ہوتا۔ اور مقصد اور  
تقریر میں مقصود بنات نہیں ہوتی۔

مختلف مرقع حاصل کی دیکھو تھیں ہیں یہ کبھی بند سے کر کے بیک  
کے ایک ہی معنی سے ہیں۔ مثلاً ضد مع کی تعریف تو ہے کہ جب سے یہ کہ ہے تو وہ یہا  
اور جب جو مضامین میں پیدا ہوتا ہے۔ اور کبھی زمانے کے ساتھ ساتھ اس کے معنی  
میں فرق ہوتا ہے۔ مثلاً بھی طلباء یا تخریق کتبہ میں کہندے ہیں کہ یہ معنی سے بعد  
کے بعد میں کہ وہ معنی میں کوئی نہ کر کے اور اس کے معنی سے ہیں۔ مثلاً  
صفت فاعل سے اس کی تعریف کی ہے کہ وہ صفت ہے اس اور کہتے ہیں تو فاعل کی  
اعظم مضامین نام ہو۔ خواہ ان میں اس بات کی ہو مثلاً وہ نامی پوشت جو تھیں  
اور کہ پست اور زبان کی جڑ میں ہوتا ہے۔ یہ پانچ جاتی ہو مثلاً وہ نامی پوشت جو  
بخل اور کنجش میں ہوتا ہے۔ بعد میں اس کے ساتھ اور معنی کو ملنے کی قید بڑھادی  
گئی۔ اس کے بعد بھی اس میں قصاں اور مہلک ہونے کی شرط بھی غور کر دیا ہے۔  
آخر میں طاعون ایسے اور کو بہ جانے لگا جو مہلک ہو۔ اس کا نام وہ نامی جو یہ ہیں  
جائے اور اس سے عضو میں فساد ہوتا ہے اور اگر دیکھو کہ تھیں کہ نام بدل جائے۔  
مجاز کی کہی دیکھیں ہیں :

۱۔ سبب ہوا کہ سبب مایا جائے۔ مثلاً طلباء اور اس کی مرض کو کہ بخود کہتے  
ہیں۔ لیکن ان زبان میں مایا کو پیا کے معنی خدا اور دے کہ ہیں جو تو یہ خدا اس مرض  
کا سبب بنتی ہے، کی لیے اس مرض کو بھی یہی نام دیا ہے۔ اس کی علت جب مفید  
کے اجراء میں تب عدوت فانی کو حسد کہتے ہیں اس لیے کہ فساد میں جو سبب ہوتا ہے۔  
۲۔ کسی چیز کے سبب کو کہ مقرر ہے یہ اس کے مثلاً بے مصلحت مضامین کا نام مضامین  
مناسبت یہ مضامین نقص کے نام پر کہ دیتے ہیں اس لیے کہ ان کا سبب بنتے  
ہیں۔

۳۔ کسی شئی کا نام مثلاً بہت کی بنا پر دوسری شئی سے رکھ دیا جائے۔ مثلاً دھواں سے  
 دھواں سے لعل اور دھواں سے لعل وغیرہ اگر ان میں متا بہت پائی جا رہی ہے۔  
 ۴۔ کل کو جزو کے نام سے موزوں کر دیا جائے۔ اس صورت میں متا بہت کی بنا پر وہ جزو  
 دوسرے اجزاء کے مقابلے میں کل کے معنی مخصوص کے سلسلہ میں مخصوص بہت رکھتا ہو مگر  
 دوسرا لکھ کر یہ ایک مکب کا نام ہے۔ اس کے جزو میں ایک لکھ کر یہ مکب  
 بھی ہے۔ یہ مکب مکب و طوں کے ادراج سے ردہ میں فائدہ رکھتا ہے۔ اس سے  
 کو کھوت ہے۔ اور ادار بول و طمٹ کرتا ہے۔ اس کا نام اس کے جزو کر کم پر رکھ دیا  
 گیا۔ کیوں کہ دوسرے اجزاء کے مقابلے میں کر کم میں مذکورہ بالا خصوصیات زیادہ  
 پائی جاتی ہیں۔

۵۔ جزو کو کل کا نام دے دیا جائے۔ مثلاً روح بسا اوقات اس کو مصق  
 استعمال کرتے ہیں اور اس سے صفت ایک فرد کو جو اس کا جزو ہے مراد لیتے ہیں  
 یہ بات حیدرانی نے اور عماد الدین محمود سنہری نے تشبیح و توفیق  
 شرح میں لکھی ہے۔ اسی طرح ارث دبار کی تعالیٰ "خصلوں اصد عملم  
 فی آدابہم" سے مراد ہے۔ صابغ را نگلیوں سے مراد انا مل رچہ۔ ہیں۔ اس  
 لیے کہ کلاں میں پوری انگلیوں کا جانا محال ہے۔

۶۔ خاص کو عام کے لفظ سے موسوم کیا جائے۔ مثلاً مٹرہ صفر۔ اگرچہ یہ لفظ  
 صفر کے لیے وضع کیا گیا تھا لیکن جس صفر میں مائیت کی آمیزش ہو جائے  
 چونکہ اس کا کوئی مخصوص نام نہیں تھا۔ اس لیے امبار نے صفر کی اس مخصوص قسم کو  
 عام لفظ سے تعبیر کر دیا۔ اس کی نظیریں اور بھی بہت سی ہیں۔

۷۔ قوۃ پر فعل کا اطلاق کر دیا جائے۔ مثلاً ہم گوشت اور گھوڑوں کو مذکبتہ میں  
 حرکہ وہ با فعل نہیں بلکہ بقوۃ غذا ہیں۔ غذا با فعل اسی وقت ہوگی جب وہ  
 عضو کا جزو بن جائے اور اسے عضو سے مکمل مشابہت حاصل ہو جائے۔ اسی طرح  
 ہم دوا کو حسیں۔ ہا صہم اور ہر حکک کہتے ہیں۔ حالانکہ حسیں ہضم





سے دیتے ہیں۔ "دَاخِلٌ فِي سِدْرٍ فِي الْآخِرِينَ" سورہ ۴۰، اس  
آیت میں لسان ذکر کے معنی میں ہے۔

۳۔ کسی شے کا نام اس کی سابقہ حالت پر رکھ دیا جائے۔ مثلاً کہتے ہیں کہ چاند نے  
بدن میں یہ تاثیر رکھ لی اور گوشت کی دھڑ سے تھذیب ہوا۔ گوشت اور چاول کا ستم  
نوشہ اور اس کے دھڑ کی صورت اختیار کر لینے کے بعد بھی انھیں گوشت اور چاول  
کہنا ہی سہیل ہی رہے۔ حتیٰ وہ تہی جو پہلے چاول اور گوشت کی شکل میں تھی اس نے  
بدن میں یہ تاثیر کی۔

## باب ۷

### نسب اربعہ (چار نسبتیں)

منطق میں بتا دیا ہے کہ نسبت کے درمیان چار نسبتیں ہوتی ہیں۔ اگر ایک کھجور  
دوسرے کھجور کے ساتھ آئے تو یہ تو دونوں سے ایک شے پر دلالت ہوگی یا نہیں ہوگی۔ اگر  
ایک شے پر دلالت نہ ہو تو دونوں مناسب ہوں گے اور اگر دلالت ہو تو یہ تو ان میں سے  
ایک پر اس شے پر دلالت کرے گا جس پر دوسرا دلالت کر رہا ہے یا اس پر دلالت کر رہا  
کر رہا ہوگا۔ مقدم انداز صورت میں دونوں مساوی ہوں گے۔ جبکہ مؤخر انداز کی وہ  
صورتیں ہوں گی: یا ایک کی دلالت ان تمام چیزوں پر ہوگی جن پر دوسرا دلالت کر رہا  
ہو سکتا ہے دوسرے کی دلالت ان تمام چیزوں پر نہیں ہوگی جس پر پہلا دلالت کر رہا ہے  
اس صورت میں دونوں میں عموم خصوص مطلق کی نسبت ہوگی۔ یا ہر ایک کی دلالت  
ان تمام چیزوں پر نہیں ہوگی جن پر دوسرا دلالت کرتا ہے۔ اس صورت میں دونوں  
کے درمیان عموم خصوص من وجر کی نسبت ہوگی۔

یہ نسبتیں طلب کے "مشتق" غلط ہیں مگر پانی جاتی ہیں۔ مثلاً عضو و روح  
 میں متوازن کی نسبت پانی جاتی ہے اور بعض عضو جنس روح کے برابر ہے۔ کیوں کہ  
 کسی کی دلائل دوسرے پر نہیں ہوتی ہے۔ اسی طرح دلائل اور سوا کا رتہ میں  
 تسادد کی نسبت پانی جاتی ہے۔ اس لیے کہ دونوں غلطیوں کے اس مرض پر  
 دلائل کرتے ہیں جس میں مشاعرے پانی جوں کا توں بغیر کسی تغیر کے نکل آتے ہیں۔ اسی طرح  
 صدق اور الہام میں عموم خصوص مطلق کی نسبت پانی جاتی ہے۔ اس لیے کہ ہر صدمہ  
 سے علیٰ اہل علاقہ عام ہے۔ اہم کا اطلاق صدق پر بھی ہوتا ہے اور دوسری قسم کے درد پر  
 بھی۔ جبکہ صدق ہر قسم کے درد کو نہیں کہتے۔ اسی طرح سینہ رنڈا ہوا اور سہو میں  
 عموم خصوص من وجہ کی نسبت پانی جاتی ہے۔ اس لیے کہ بھی کبھی نو کی عمر میں دونوں پائے  
 جاتے ہیں اور بعض حالات میں دونوں یکجا نہیں ہوتے مثلاً کہ دست کی عمر میں آدمی کو  
 موٹا پا ہو سکتا ہے لیکن نو نہیں ہوتا اور بچپن میں نو ہوتا ہے لیکن موٹا پا ہونے والی نہیں  
 اسی طرح مذکور عظیم اور قوی میں عموم خصوص من وجہ کی نسبت پانی جاتی ہے  
 جب کہ سب ہو تو بعض قوی ہوتی ہے لیکن اس میں عظم نہیں ہوتا۔ اور جب کہ  
 میں مضبوطی ہو اور نسیم کو جذب کرنے کی شدید ضرورت بھی ہو تو بعض عظیم  
 ہو جاتی ہے لیکن اس کی قوت میں کمی آ جاتی ہے۔

## باب ۵

## اشتقاق

اشتقاق کی کئی قسمیں ہیں :

۱۔ صغیر دیا یا صغیر، یعنی فرع کا ایسی اصل سے متفرع ہونا جس کی تشریح سے

میں اس اصل کے حروف گردش کرتے ہوں ان کی ترتیب قائم رہتی ہو اور معنی اصل کے مطابق ہوں۔ یہ قسم زیادہ مشہور ہے۔ مثلاً یفْلَحُ اور فَلَاحٌ، فَلَاحٌ سے مشتق ہیں۔  
۲۔ کبیر یا صغیر اس میں اصل کے حروف کی ترتیب کا اعتبار نہیں ہوتا صرف معنی کی مناسبت کافی ہوتی ہے۔ خواہ عموم و خصوص کی نسبت ہو۔ مثلاً کہا جاتا ہے کہ حَبْدٌ جَدْبٌ سے مشتق ہے۔

۳۔ اکبر یا کبیر اس میں اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ اشتقاق کی اس قسم میں دو کلموں کے درمیان محض مخرج کی مناسبت ہوتی ہے۔ مثلاً لَعَقٌ دُھو سے مشتق ہے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ اس میں دو کلموں کے اکثر حروف ایک جیسے ہوتے ہیں۔ مثلاً نَصْمٌ اور دُھَمٌ بعض نے کہا ہے کہ اس میں دو کلموں کے درمیان لفظ اور معنی کی مناسبت کافی ہے۔

یہاں ہم جس اشتقاق سے بحث کر رہے ہیں وہ مذکورہ تینوں قسموں سے الگ ہے۔ اس لیے کہ پہلی قسم کے بیان کرنے کی کوئی حاجت نہیں کیوں کہ وہ لوگوں میں معروف و مشہور ہے اور دوسری اور تیسری قسم کی مثالیں میرے خیال میں طلب میں نہیں ملتیں۔ یہاں ہم جس چیز سے بحث کر رہے ہیں اس پر مشتق کا اطلاق مجاز مرسل کے طور پر ہوتا ہے اور میرا خیال ہے کہ اس کے لیے فی الجملہ معنی کی مثل بقت کے ساتھ حروف اصیہ کا پایا جانا کافی ہے۔ اس کے لیے مشتق اور مشتق منہ کا ابواب ثابتہ میں سے ہونا ضروری نہیں جیسا کہ مذکورہ تینوں قسموں میں ضروری ہوتا ہے۔ مثلاً اطباء کہتے ہیں مَعْدِلٌ عَدْلٌ فی القِسْمَةِ سے مشتق ہے۔

اگر کوئی کہے کہ معتدل کا بدل فی القسمۃ سے اشتقاق علم اشتقاق کے طریقے پر ہے کیوں کہ وہ اشتقاق کی مذکورہ تینوں قسموں میں سے تیسری قسم اکبر یا کبیر میں داخل ہے اور اس پر یہ استدلال کرے کہ عرب ہل زبان کی عبارتوں میں تلافی کا اشتقاق منفعیہ سے عام ہے۔ جب دونوں کے درمیان معنی میں مناسبت ہو یا مزید فیہ اس میں زیادہ مشہور ہو۔ اسی طرح دو منشعبہ الفاظ میں ایک کا دوسرے



سے شتقاق محذوف ہے۔ البتہ ثانی سے منشعبہ کا اشتقاق زیادہ مشہور ہے۔ مثلاً سید سے  
یہ مساحلہ را یعنی رکابہ سے مشتق ہے اور رعداد اعداد سے وجہ محذوف ہے اور  
سید تیمم سے اور دس و ستر سے مشتق ہے تو اس کے جواب میں ہم کہیں گے کہ یہ  
لفظ بھی شتقاق کے مسئلہ میں عدم تہ تکے نتیجے میں پیدا ہوئی ہے۔ اس کی تشریح تو یہیں  
ہیں :

۱۔ یہ چیز سماعی ہے نہ کہ قیاسی۔ اس لیے یہ بات کہ معتدل کے جو معنی تو مل گئے نزدیک  
ہیں اس میں "اشتقاق بید کے طریقہ پر عدل فی العسمۃ سے مشتق ہے۔ اس وقت  
تک قابل تسلیم نہیں ہے۔ جب تک کہ یہ بات غریب لغت کا قول امام نہ کہے  
۲۔ ثانی کا اشتقاق منشعبہ سے اور دس و ستر میں سے ایک کا اشتقاق دوسرے سے  
مستمر ہے۔ لیکن معتدل نہ تو ثانی مجرور ہے اور نہ عدل فی العسمۃ منشعبہ ہے کہ اس سے  
اشتقاق کی بات صحیح ہو۔

۳۔ مشتق اور مشتق نہ کھان بواب میں سے ہونا ضروری ہے جو ماہ میں لغت کی زبور  
پر جاری رہتے ہیں لیکن عدل جو ایسے غریب و قبیح لفظ ہے کہ ساتھ شتقاق نہ ہے وہ  
مقررہ اذیب میں سے کس سے ہے؟ اگر عدل کا اعتبار اس کے خلاف کے ساتھ نہ ہو تو  
عدل عدل سے معتدل کے اشتقاق کے کوئی معنی نہیں ہوں گے۔ معتدل کا عدل فی حشر  
سے اشتقاق علم ال اشتقاق کے طریقہ پر نہیں ہے کیوں کہ قرین حب رکھتے ہیں کہ معتدل  
کے عدل فی منشعبہ کے اشتقاق کا قول مجاز پر محمول ہے۔ جس طرح کہ اس قول کو مجاز پر  
محمول کیا جاتا ہے کہ عدل کبف نفس سے مشتق ہے اس کے معنی حشر سرس  
کے ہیں۔ کیوں کہ کبف اس کا معنی سر ہے۔ اس سے قبل اشتقاق کر دیا گیا۔ اور اس کی ایک  
باقی کا۔ مگر کھ دیا گیا۔ اس لیے کہ اس کے فصد سے نہ لانا فقہر قویا ہے۔

اس اشتقاق میں سے انجلی ہے جو حذافہ میں سے مشتق ہے۔ کھ دوسل  
لیونہ کے نزدیک ہر اس شے کو کہتے ہیں جو مختلف آتیا سے مرکب ہو۔ اس سے  
مشتق کر کے فعل بنایا اور غای کا نام رکھ دیا گیا۔ کیوں کہ وہ نصف سے دو

مشتق سے مرکب ہوتی ہے۔ اسی طرح مرقع بعض لوگوں کے نزدیک مرقع سے مشتق ہے۔ مرقع اس حیوان کو کہتے ہیں جو کاٹ جاتا ہے۔ چونکہ یہ دو حیوانات کے کاٹنے میں فرق کرتی ہے اس لیے اس کا نام تریق رکھ دیا گیا۔ اور نسبت الانصافی میں انفاق، مرقع اور البوریمکان کے نزدیک انفقیں سے مشتق ہے۔ اہل روم کے نزدیک انفقین کا اطلاق ہر مردمانہ پھیل پر ہوتا ہے۔

## باب ۹

### نخت

نخت سے مراد یہ ہے کہ دو الفاظ کو لے کر ان میں سے بعض حروف کو حذف کر کے ایک لفظ بن جائے۔ اس طور پر مصنف نے اور اس جیسے دوسرے الفاظ کو منخوت نہیں کہیں گے باوجود یہ کہ وہ دو لفظوں سے مل کر بنا ہے۔ اس لیے کہ اس میں کوئی حرف حذف نہیں ہوا ہے۔ اسی طرح اگر ان میں سے بعض حروف کو بدل کر دوسرے حروف سے آئے جائیں تو بھی اس کا شمار اس باب کے تحت نہیں ہوگا۔

کلمہ منخوتہ کی ایک مثال منسہ ہے کہ یہ اصل میں 'م' کی بھی تھا۔ اس میں ہ کے بعد کی حذف ہوئی ہے۔ یہ فارسی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی سربسٹو کے ہیں۔

نخت کے بعد دونوں الفاظ ایک لفظ بن جاتے ہیں۔ اس لیے اس کے دونوں جزاء کو کتابت میں الگ الگ لکھنا صحیح نہیں۔ بلکہ ان کا مخلوط اور مرکب لکھنا ضروری ہے۔ مثلاً مہربان اگر یہ محوت نہ ہوتا تو اعداد کتابت کی رو سے دونوں کو الگ لکھنا نہ ہوتا۔ اس میں دوسرے جزاء میں ب ساکن نہیں ہے کہ وہ جزاء اول

کے آخری حرف کی حرکت کا سہارا لے دو اس کی وجہ سے تباہت میں دونوں کو ملا کر  
 لکھنا ضروری ہو۔ جبکہ **فَجَنَكْسَتْ** اور **جَلَدَحَسْنِ** میں اس کا حقوں موجود  
 ہے کیوں کہ ان دونوں میں ساکن ہوتا ہے اور اسے قبل حرف پہلے میں ح اور وٹر  
 میں ل کی حرکت کی ضرورت ہوتی ہے۔ حال میں یہ ہے کہ دونوں الفاظ مرکب ایک  
 لفظ بنا دیا جائے تو اس کے دونوں اجزاء کو ملا کر لکھنا ضروری ہو، بہت خواہ دوسرے  
 جز کا پہلا حرف متحرک ہو یا ساکن۔ اگر یہ کہ پہلے جز کا آخری حرف ن حروف میں سے  
 ہو جنہیں ما بعد سے ملا کر لکھنا ممکن نہ ہو۔ مثلاً **ف**۔ **و**۔ **د**۔ **س** وغیرہ۔ مثلاً  
**سَرْدَاث** (یعنی تہہ خانہ) اگر اسے معتب مان لیا جائے تو یہ مغت کا نون کا کہتے  
 ہو کر لکھنا ممکن نہیں۔

**فَجَنَكْسَتْ جَلَدَحَسْنِ**، **حَسَنُكَسْنِ** در حقیقت ہم معنی  
 کہتے ہیں۔ اس لیے کہ ان میں سے ہر ایک دو الفاظ سے مل کر رہا ہے اور سب میں سے ہر  
 حرف ہے۔

اس باب میں قسب و غل نہیں ہے۔ کیوں کہ اس کی اصل ہے نہیں۔  
 منط زید ایک نسل کا نام ہے۔ اس لیے کہ نعمت میں مدون دو الفاظ کے بعض حروف  
 کا ہوتا ہے نہ کہ دونوں الفاظ کے درمیان وقوع کسی غلطی کا۔ حال میں یہ کہ نعمت کی اصل  
 دو الفاظ ہیں ان سے زیادہ نہیں۔

## باب ۱۱

## تخفیف

تخفیف کا مطلب یہ ہے کہ کسی لفظ سے ایک یا اس سے زائد حروف حذف



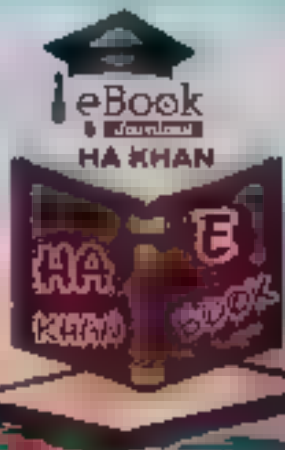
کر دیئے جائیں۔ لہٰذا لغت عربی میں منتقل کرتے وقت ایسا کثرتاً ہوتا ہے۔ خاص طور پر "د" اور "ی" کا حذف۔ مثلاً لغت کی مثال "حسب" کہ اس کی اصل "حسم" منبزعہ ہے۔ "د" کی مثال "سبکدہ" کہ اس کی اصل "فدسی" میں شب کورہ ہے۔ اس مرض میں انسان کو رات میں دکھائی نہیں دیتا۔ مسئلہ میں تین صفات جمع ہو گئی ہیں۔ سخت، تخفیف اور تعریب۔ یہی تینوں خصوصیات اوپر مذکور مثالوں "حسب" اور "سبکدہ" میں بھی موجود ہیں۔ "ی" کی کوئی مثال اس وقت ذہن میں نہیں ہے۔

کلمہ کی ابتداء میں واقع لغت اکثر حذف ہو جاتا ہے مثلاً "اسفائل" "افریوں" اور "افلوپ" کہ ان سے لغت حذف کر دیا گیا ہے۔

اسی طرح تخفیف میں لب اوقات دو حروف بھی حذف ہو جاتے ہیں۔ مثلاً "انغما" کہ اس کی اصل اہل یرمان کے نزدیک "بافرغما" ہے۔ اس میں سے "د" اور "ب" حذف ہو گئے ہیں۔ یہ اس حجاب کا نام ہے جو آلات غذا اور آلات تنفس کے درمیان میں واقع ہوتا ہے۔

اکثر تخفیف ل ضرورت اس وجہ سے پیش آتی ہے کہ اہل عرب بعض حروف کی ادائیگی میں دشواری محسوس کرتے ہیں اور ان کا اظہار ٹھیک سے نہیں کر پاتے اس صورت میں دو کاموں میں سے کوئی ایک کرتے ہیں تخفیف یا تبدیلی۔ ابابلی لغت کو عربی میں منتقل کرتے وقت بہت ہوتا ہے۔ کبھی کسی لفظ سے کسی حرف کا حذف بغیر کسی واضح سبب کے ہوتا ہے۔ اس لیے کہ عوام کی زبانوں پر لفظ جیسے تھے چڑھ جاتے ہیں۔

Telegram Link <https://t.me/HAKHANEBOOK>



English  
eBook

## باب ۱۱

## مفرد اور مرکب الفاظ

طیب میں اصطلاحی الفاظ یا تو مفرد ہوتے ہیں یا مرکب۔

\* مفرد الفاظ یا تو واحد ہوں گے مثلاً صداع، رکیوم، درن، حتیٰ وغیرہ  
یا تثنیہ ہوں گے۔ جیسے: سنن یا جمع ہوں گے جیسے مد سکر، ددی وغیرہ۔  
\* اور مفرد لفظ یا تو ثنائی مجرد سے ہوگا مثلاً فعل، باب کریم سے، صداع  
باب فتح سے، نضح باب سمع سے، مزاج باب غلب سے، هضم  
باب نضہ سے وغیرہ۔

یا ثنائی مزید سے ہوگا مثلاً مذکر (باب تغفیل سے) یعنی اس بات سے ضرورت  
میں تصدیق اور اعتناء، باب افعال سے یعنی بدن کی ایسی حالت جو مرض سے مناسبت  
ہو۔ کثیر ایسا یہ صفت کے بعد ہوتا ہے سمجھی سمجھی خود بخود بھی ہو جاتا ہے اور استنفراغ  
ارباب استنفعال سے یعنی بیان سے مواد کا خراج اور تحلیل (باب تفعیل سے)  
یعنی غیر محسوس استنفراغ اور انبساط (باب انفعال سے) یعنی نفیس کی حرکت مرکز  
سے محیط کی جانب — ان کے ملوہ بھی اور بہت سے غلط مختلف اوزان پر  
ستے ہیں۔

\* مرکب الفاظ یا تو دو الفاظ سے مرکب ہوں گے یا تین سے یا اس سے زیادہ  
سے جو غلط دو کلموں سے مرکب ہوں گے۔ ان میں یا تو دونوں الفاظ ایک ہی  
زبان کے ہوں گے یا دو مختلف زبانوں سے۔ اور اگر ایک کی زبان کے ہوں گے  
تو یا تو وہ دونوں عربی کے ہوں گے اور ایسا کثیر ہوتا ہے یا فارسی کے یا ہندی

کے یونانی کے یا کسی دوسری زبان کے مثلاً سرینی

● عربی زبان سے مرکب ہونے کی مثال: دَبُّ أَحْنَبٍ عِرْقُ السَّاحَتِي صُفْرَدِي، منہاں گسادی۔

● فارسی زبان سے مرکب ہونے کی مثال: جہاں رنگ اور حُفَّتِ اَفْرِید  
● ہندی زبان سے مرکب ہونے کی مثال: طُرُن کہ یہ سری اور پھل سے مرکب ہے تری کے معنی تین کے ہیں۔

● یونانی زبان سے مرکب ہونے کی مثال: اَذْرَدُمَی اس کا مطلب ہے ماء المصطبر العنسل ربارش کا پن اور شہد، اس لیے کہ اَذْرَدُ ان کے یہاں بارش کے پانی کو اور مَای شہد کو کہتے ہیں۔ اَذْرَدُمَای ایسا نشہ آور مشروب ہے جو شہد اور بارش کے پانی کو ملا کر بنایا جاتا ہے اور اسے سَطْوُ لَوْحِیَا یہ زراعتِ طویل کو کہتے ہیں۔ اس کے معنی ہیں نَفْسَاء کے لیے بہتر۔

● سرینی سے مرکب ہونے کی مثال آسَارِدُون اس کے معنی ہیں \* منفعت میں آس کے مثلاً "آسا ان کی زبان میں" اس کو کہتے ہیں اور رِدُون فائدہ اور خامیت کو کہتے ہیں۔

دو مختلف زبانوں سے مرکب ہونے کی مثال سَرَسَام یہ رجب کہ پیچھے بیان کیا جا چکا ہے) سر اور سام سے مرکب ہے۔ سر فارسی اور سام عربی لفظ ہے جس کے معنی مرض یا موت کے آتے ہیں، لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ دو مختلف زبانوں سے مرکب لفظ نہیں ہے بلکہ دونوں الفاظ فارسی کے ہیں۔ سام کے معنی فامی میں ورم کے آتے ہیں۔ (جیسا کہ ہم پیچھے بیان کر چکے ہیں) اور مِیُوس اَدُطَا کو بعض لوگوں نے یونانی اور فارسی سے مرکب قرار دیا ہے (اس کی تفصیل آگے آئے گی)۔ اس قسم کی اور بھی متعدد مثالیں ہیں جنہیں ہم نے آگے مستقل باب میں بیان کیا ہے۔

تین یا اس سے زائد کلمات سے مرکب ہونے کی مثال: ذَهَابُ مَاءِ الْأَسْنَانِ (دانتوں کی چمک ختم ہو جانا) اَوْرَحِشْ يَظْهَرُ فِي الدِّمَاغِ (دماغ میں ہونے والی حس)

## باب ۱۲

## امثال

دنیاں العرب میں ہے کہ مسلسل میں جمعہ کہتے ہیں جس کے لغوی معنی  
معانی عوام و خواص کے درمیان میں تدریجاً بن رہے ہوں کہ وہ ان کے درمیان عام اور محدود  
ہوں اس میں جمع حکمت پائی جاتی ہے اس لیے کہ کوئی کسی ناقص پہل اور غیر عین مثل  
پر متفق نہیں ہوتے۔

ہر مثل کا ایک مخرج و ایک مضرب ہوتا ہے مخرج تو ہونے والے کو یہ نہیں رہتا۔  
لیکن اسے مضرب کا مخرج ہوتا ہے۔

جتنی مثال میں سے ایک یہ ہے: *وہ دہ حسیعہ ناسہ* بعض لوگوں نے  
کہا ہے: *الاعادة طبعہ خامسہ طبیعت پہلی* مثل میں حرکت اور سکون کے  
مبادی اول کے معنی میں اور دوسری مثل میں منظر اور کیفیت کے معنی میں ہے۔ اس سے  
کہ چاروں طبائع کو یہ اوقات متضمن ہوا جاتا ہے اور اس سے کیفیات اربعہ مراد  
ہوتی ہیں۔ اور طبیعت جب معنی اول کے اعتبار سے مدد میں یک ہوتی ہے تو مادہ  
کو طبیعت ناسہ کہتے ہیں اور جب وہ دوسرے معنی کے اعتبار سے چار میں منقسم ہوتی  
ہے اس وقت مادہ کو طبع خامسہ کہتے ہیں۔

طبیعت کو مادہ پر محمول کرنے کی وجہ یہ ہے کہ انسان جب کسی چیز کو مادہ  
ہو جاتا ہے تو اس کی عادت اس فعل کی بہرہ ریز انجام دہی اور موافقت میں طبیعت  
کے مثل ہو جاتی ہے۔ اگر مادہ اپنے واجبات انجام دیتی رہے تو طبیعت حرکات و  
سکنات میں اس کی مدد کرتی ہے جس طرح چاروں طبائع رخواہ وہ کیفیات ہوں



یہ عناصر سے کوئی انسان ماری نہیں ہو سکتا اسی طرح اس کے یہ عادت سے بھی سحر نہیں ہے اور جس طرح عناصر اور کیفیات میں بے اعتدالی سے ضرر لاحق ہوتا ہے۔ اسی طرح عادت بگڑ جانے سے بھی افعال میں ضرر لاحق ہوتا ہے۔ اور جس طرح مباح کے انسان میں متعین کیفیات اور کمیات کے مطابق قوم رہنے سے انسانی وجود قائم رہتا ہے۔ اسی طرح عادت کے قوم رہنے سے انسان صحیح و سلامت رہتا ہے۔

شیخ کا قول ہے: **اَدْعُ رِبَّ الْقُوَّةِ لَمْ يَمْعَ عِدْجُ كَفَّ عَمَلٌ** جب قوت کمزور ہو جائے تو کوئی علاج فائدہ نہیں کرتا، اسے بھی اعلان نے مثل بنایا۔ چنانچہ جب وہ مرض کو زائل کرنے اور قوت کو دوبارہ واپس لانے پر قادر نہیں ہوتے تو اس قول کو دہراتے ہیں لیکن یہ قول اپنے اطلاق پر نہیں ہے کیوں کہ ہر قسم کے ضعف میں علاج سے فائدہ ہونے کا انکار صحیح نہیں۔ بلکہ اس سے مراد انتہائی ضعف ہے جب قوت میں از حد ضعف لاحق ہو جائے تو کسی بھی علاج سے فائدہ نہیں ہوتا۔

## باب ۱۳

### وہ الفاظ جن پر اب، ام یا بنات داخل ہوتے ہیں

اس باب میں بیان ہونے والے الفاظ کے لیے ضروری ہے کہ ان میں کوئی ایسی صفت پائی جائے جس کی وجہ سے ان کی کنیت اب یا ام یا بنات یا اس جیسے الفاظ (مثلاً سبب) سے لائی جائے۔ اب اور ام کی کنیت کے ذریعے کسی عضو یا مرض یا دوا کو اس وقت موسوم کیا جاتا ہے جب ان میں اب یا ام سے کوئی مثل بہت پائی جائے۔ چونکہ یہ الفاظ اعتباری ہوتے ہیں اس لیے ان کے سلسلہ میں ان الفاظ میں غور کرنا ضروری ہے جن کی طرف وہ مضاف ہوں۔ اسی لیے اکثر

اب ورام کی مسافت۔ یہی تھی کہ موت کی بھائی سے میں میں سے۔ میں سے نہ سے  
موت و بھائی۔ یہی تھی کہ موت کی بھائی سے۔ میں سے نہ سے۔ میں سے نہ سے۔  
اب ورام سے نہ سے۔ یہی تھی کہ موت کی بھائی سے۔ میں سے نہ سے۔ میں سے نہ سے۔

امام مد صالح اس وقت کو کہتے ہیں کہ روح و بھائی سے نہ سے۔

موت و بھائی سے نہ سے۔ یہی تھی کہ موت کی بھائی سے۔ میں سے نہ سے۔ میں سے نہ سے۔  
موت و بھائی سے نہ سے۔ یہی تھی کہ موت کی بھائی سے۔ میں سے نہ سے۔ میں سے نہ سے۔  
موت و بھائی سے نہ سے۔ یہی تھی کہ موت کی بھائی سے۔ میں سے نہ سے۔ میں سے نہ سے۔

موت و بھائی سے نہ سے۔ یہی تھی کہ موت کی بھائی سے۔ میں سے نہ سے۔ میں سے نہ سے۔

موت و بھائی سے نہ سے۔ یہی تھی کہ موت کی بھائی سے۔ میں سے نہ سے۔ میں سے نہ سے۔  
موت و بھائی سے نہ سے۔ یہی تھی کہ موت کی بھائی سے۔ میں سے نہ سے۔ میں سے نہ سے۔  
موت و بھائی سے نہ سے۔ یہی تھی کہ موت کی بھائی سے۔ میں سے نہ سے۔ میں سے نہ سے۔

موت و بھائی سے نہ سے۔ یہی تھی کہ موت کی بھائی سے۔ میں سے نہ سے۔ میں سے نہ سے۔

## باب ۱۴

### مغرب رباعاب حکائی الفاظ

اس سے مراد وہ الفاظ ہیں جن پر عوام کے اعتبار سے لفظی اعرب ہیں  
آتا لفظی اعرب نہ داخل کرنے کا مقصد ان کی حیثیت کو قیام رکھنا اور ان کی حیثیت  
سکنا مت کو باقی رکھنا ہوتا ہے۔ اس صورت میں ان کا عرب حکائی ہوتا ہے۔ اگر  
اہل عرب انہیں اپنے کلام میں استعمال کرتے اور ان سے بکایت و رمی نصبت مقصود  
نہ ہوتی تو ان پر لفظی عرب کہہ سکتے تھے۔ اس قسم کے الفاظ عرب میں بہت زیادہ ہیں۔

ہر نہ من سب کجا کہ یہاں ان میں سے کچھ کا ذکر کر دیں جو مدعی کے بے کافی ہوں تاکہ نہ تو  
ان کا ترک لازم آئے ورنہ اظہاب ہو جائے مثلاً :

اَلْعَبْدُ يُوَسِّسُ اِسْ حَقِّ كُو كِبْتِے ہيں جس ميں اندرون جسم گرم ہو اور بيرون جسم سرد۔  
مُسَوِّحُ حَسِّنُ۔ حَقِّ كُو كِبْتِے ہيں جو غييان دم كُو دجہ سے ہوتی ہے ميں دوسرے  
تمام خطی حیات كُو طرح كا عفن نہيں ہوتا۔  
سَيِّدُ رُؤُسُ۔ دم سوداوی كُو كِبْتِے ہيں۔  
مَسَيِّدُ يُوَسِّسُ۔ تخم ابجدان روي كُو كِبْتِے ہيں۔

## باب ۱۵

### وہ الفاظ جو بطور تشبیہ استعمال ہوتے ہیں

کچھ الفاظ تشبیہ ایسے ہیں جن كُو واحد آتی ہے لیکن متعین نہيں۔ اگر ہم ان كا واحد  
ذکر کریں تو جو کچھ تشبیہ سے سمجھ ميں آتا ہے وہ واحد سے سمجھ ميں نہ آئے۔ حاصل یہ کہ وہ  
ان الفاظ كو صرف بطور تشبیہ ہی استعمال کیا جاتا ہے۔ مثلاً :  
مَنُ نَسِي ان دُور وق كو كِبْتِے ہيں جو سر سے ابرو تك اور وہاں سے آنکھوں  
تک ہيں۔ اس كا واحد شأن ہے۔ اگر ہم اسے مطلق استعمال کریں تو اس سے ان  
دُور وق ميں سے ایک سمجھ ميں نہيں آسکتی۔

الْأَسْهَرُونَ ناک کے اندرون ميں پانی جانے والی دُور وق كو كِبْتِے ہيں۔  
أَصْدَرُ اور أَصْدَعَانُ کنپٹی کے نیچے پانی جانے والی دُور وق كو كِبْتِے ہيں  
حَارِفٌ : ان دُور وق كو كِبْتِے ہيں جو زبان کے نیچے پانی جاتی ہيں۔  
مَرَامِلَانُ ہتھیلی ميں پانی جانے والی عروق كو كِبْتِے ہيں۔

مرہوس بازو کے اندرون میں پائی جانے والی غرق کو کہتے ہیں۔  
 سحر ملعون وہ دونوں کو کہتے ہیں جن سے حاجب نکلتا ہے۔  
 سحر معان منہ کے دونوں کناروں میں ہیں، کو کہتے ہیں جو منہ کے  
 نیچے ہوتے ہیں۔

سحر درک پیشاب اور پینا کے دونوں راستوں کو کہتے ہیں۔  
 سحر در وہ دواؤں ہیں جو سر میں دونوں جانب ہوتی ہیں۔  
 اس باب میں تشبیہ کی ایک دوسری قسم بھی بیان کی جا سکتی ہے، در وہ ایسا  
 تشبیہ ہے جس کا کوئی واحد نہیں آتا، مثلاً اُنْثَمِیْنِ اعضاء تناسل میں سے درخصو  
 اُنْثَمِیْنِ اعضاء اعضاء کو کہتے ہیں۔ اکثر ائمہ لغت کے نزدیک اس کا کوئی واحد نہیں آتا۔

## باب ۱۶

# وہ الفاظ جو بصورت جمع مستعمل ہیں

بصورت جمع مستعمل ہونے والے الفاظ جس طرح مختلف اوزان پر آتے ہیں اسی  
 طرح ان کے بعض حوال بھی مختلف ہوتے ہیں۔ ان میں سے بعض غلط کی وجہ سے  
 جمع یکسان ہوتی ہے مثلاً:

سکائی (جبار کی کے وزن پر) یہ ایک کانٹے دار نبات ہے۔ بعض لوگوں  
 نے کہا ہے کہ سکائی کا واحد اسکا حلق ہے مگر وہ مرجوح ہے۔  
 سفاقی یہ معروف پھوس ہے جسے اردو میں آلام کہتے ہیں۔

بعض الفاظ کی واحد تو آتی ہے مگر جمع اپنے امداد پر ہوتی نہیں رہتا۔  
 مثلاً: دانی یہ دوسرے کی جمع ہے۔ لیکن یہ بنے حلق پر نہیں ہے بلکہ اولیٰ



## جو بیس اوقہ کہتے ہیں۔

★ بعض الفاظ کا واحد معروف نہیں ہوتا۔ مثلاً  
خراطین ایک قسم کے لمبے کپڑوں کو کہتے ہیں  
مَوَاعِد۔ بڑی میں مَحَّ العَطَم کی گزرگا ہوں کو کہتے ہیں۔  
★ بعض الفاظ کے واحد معروف اور بسا اوقات مستعمل ہوتے ہیں لیکن لوگوں  
کے درین صرف جمع متداول ہوتا ہے مثلاً:

سَوَابِل۔ جنی رطوبات کو کہتے ہیں اس کا واحد سَابِلٌ ہے۔  
سَوَاحِی۔ جن کی ان عروق کہتے ہیں جو جداول سے چھوٹی ہوتی ہیں۔  
اس کا واحد سَاقِبہ ہے۔

أَمْتَح۔ مخلوط مادوں کو کہتے ہیں اس کا واحد مَسْتَح ہے۔  
نُوس۔ مساجد کو کہتے ہیں جن کے ذریعہ کھانے کی صلاح کی جاتی ہے  
اور اسے مَسْرُوعُ إِلَّا تَهْضُمُ بنایا جاتا ہے۔ اس کی دوسرہ  
تائیل ہے۔

حدود۔ جو جداول کے جمع ہے ان عریق کو کہتے ہیں جو سَوَاحِی سے بڑی  
ہوتی ہیں۔

حدالاب۔ نیکو کے سامنے محسوس کرنے والے رنگوں کو کہتے ہیں۔ اس کا واحد  
مشہور و معروف ہے یعنی خیال۔

★ بعض اوقات کا واحد آتا ہے لیکن وہ طب میں مستعمل نہیں ہوتا مثلاً دَوَالِی:  
بند کی آواز قدم کی عروق کے ساتھ جو نہ جانے کو کہتے ہیں۔ اس کا واحد دَوَالِیہ ہے۔ جو  
تنب میں معروف ہے جس سے کہ لغت میں دَوَالِی بھیتہ جمع منقول ہوا ہے  
اس کا واحد اس معنی میں مستعمل نہیں ہے جس میں جمع کا استعمال ہوتا ہے۔

★ بعض الفاظ ایسے ہیں جن کا واحد ہوتا ہے لیکن وہ غیر معروف ہونے کے ساتھ  
معمولاً مستعمل ہیں ہوتا ہے مثلاً درر رنج اس کا واحد دَرَّاح اور دَرُّوح ہے۔



دسوائے چند کے جن کا تذکرہ ہم آگے کریں گے، مثلاً قوت بصر کو ناصبرہ، قوت سمع کو مسامعہ، قوت ذوق کو ذائقہ، قوت لمس کو لامسہ، اور قوت شم کو مشامہ کہتے ہیں۔ یہ تو قوی مددگار ہمارے ہیں۔ انہیں پر قوی باطن کو بھی قیاس کرنا چاہیے۔ مثلاً داحمہ، متصرفہ، متعیلہ، حاطہ، ذکرہ، قوی نفس نہ یا طبیعت کی قوی محرکہ بھی ایسے ہی ہوں گی خواہ ان کی اتنی اقسام نہ ہوں۔ رہی قوی طبیعیہ ان کی بھی چند قسمیں ہیں۔ مثلاً قوت غادبہ اور قوت نامبہ۔

قوت غذا ذیہ میں تین قوتیں آتی ہیں: مَحْصِلہ، مَسْہَہ اور مُلَصِّصَہ۔ قوت غذا ذیہ کی چند خدمت گار قوتیں بھی ہیں۔ وہ بھی اسم فاعل کے وزن پر ہیں مثلاً: حاذنہ، ماسکہ، حاضیہ، دایعہ۔ قوت طبیعیہ کی قسموں میں قوت مغیرہ ادلی اور قوت مغیرہ شامیہ بھی ہیں جن پر انسان کی بقا منحصر ہے اور جن قوتوں پر نوع انسانی کی بقا و قوت ہے انہیں مولدہ اور مصونہ کہتے ہیں۔ یہ وہ قوتیں ہیں جو اسم فاعل کے وزن پر آتی ہیں۔ رہی قوت نفسانیہ سے وہ قوتیں جو اس وزن پر نہیں آئیں ان میں سے چند یہ ہیں: حسی، مشترک، خیالی، مونیہ، روحیہ۔ اسی طرح قوت حیاء بھی اسم فاعل کے وزن پر نہیں ہے۔

## باب ۱۵

### کچھ متنوع الفاظ

ہم پہلے ہیں کہ اس باب میں مختلف انواع کے کچھ ایسے الفاظ جمع کر دیں جن کی مثالیں بہت کم ہیں تاکہ ان میں سے ہر نوع کے لیے الگ الگ باب منعقد کرنے

کی ضرورت نہ پڑے۔ مثلاً:

★ بعض الفاظ ایسے ہیں جن کے جمع میں فُعُول اور فُعُولَا کے وزن اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ مثلاً وَحَلَّی نے کہا ہے کہ مُسَمَّوم اور مَسْمُوم ستم کی جمع ہیں۔ اور اس میں فُعُول اور فُعَال دونوں اوزن آتے ہیں۔

★ بعض الفاظ نسبتی الفاظ کے وزن یہ آتے ہیں جو کہ حقیقت میں ان میں یہ نسبت نہیں ہوتی۔ مثلاً حَطَمَی، صَدَحَی دُذَانِ الْعَرَبِ نے دردی عزت کو بھی اس باب میں شامل کیا ہے لیکن بعض کا کہنا ہے کہ یہ ممکن نظر ہے۔

★ بعض الفاظ میں نسبت غریبہ آتی جاتی ہے۔ مثلاً حَوْرَی بعض کوڑا نے اس لفظ کی نسبت عدوت قیاس بخوری کی طرف کی ہے۔ اس سے کہہ رہا ہے کہ اس کی

کوڑے سے اسے جوانی ہونا چاہیے تھا نہ کہ باجوری۔

★ بعض الفاظ کا الملاق ذکر درؤث و درؤث دونوں پر ہوتا ہے۔ حارہ کمران میں تائیت کی علامت اہ، ہوتی ہے۔ مثلاً حَبَّہ اور دَحاحہ۔ اس کی توجہ سے جوہری نے یہ کی ہے کہ ان الفاظ کے آخر میں ا، ان کے واحد ہونے کی علامت کے طور پر ہے اور یہ حمامہ کی جنس سے ہیں۔

★ بعض الفاظ مذکور اور مؤنث دونوں پر درایت کرتے ہیں لیکن ان میں تائیت کی علامت نہیں ہوتی۔ مثلاً السَّاسُ، مَرَحَ السَّاسِ اذس اس ماد کے منقسم شغل میں ان الفاظ کو بیان کیا ہے جن کا استعمال مذکور اور مؤنث دونوں صورتوں میں ہوتا ہے:

مَمَّی سَمَّی کَفَّی عَمَّی خَصَّی	شَهَّی خَصَّی شَرَّی رَجَّی صَفَّی مَشَّی
کَرَّی عَمَّی دَمَّی عَمَّی خَدَّی قَدَّی	وَرَّی سَفَّی عَفَّی سَفَّی رَجَّی مَرَّی
سَمَّی دَرَّی عَمَّی عَمَّی فَعَّی	کَرَّی وَصَرَّی تَمَّی اِجَّامِ الْعَصَدِ
دَمَّی وَرَّی وَرَّی دَفَّی وَرَّی	مَعَّی عَمَّی بَعَّی عَمَّی لَدَّی لَدَّی

اس کے الفاظ کے یہ درج ذیل شعر بھی منقول ہیں:



۱۔ ہمدردی و محبت و عذر دہی      ۲۔ وقت احسان و حسانہ دہی  
 ۳۔ ناس العقی و لایط و اعق و عقی      ۴۔ دعا بقہ و ملتش و اعشورین مدکر  
 ۵۔ و عید و سراج و مسرا و محاسن      ۶۔ مدکر و اُمت انت فہم محبت  
 ۷۔ بعض الفاظ مضمعہ کی ہیئت پر آتے ہیں مثلاً :  
 مَرَبِطُ (اس کا معنی آگے بیان کیا جائے گا)۔  
 قَصَبَرِیْ آخری پل کو کہتے ہیں۔  
 رَشَلَا ڈنک مارنے والے ایک کیرٹے کا نام ہے۔  
 اور اُسَیْلَمَ ایک عرق ہے جس کا بیان آگے آئے گا۔  
 ۸۔ بعض الفاظ ایسے ہیں جن کی جمع "دو" سے آتی ہے مثلاً کسرة کی جمع کسرون  
 اور اودہ اور ادرز کی جگہ ادرؤں۔

## باب ۱۹

### وہ الفاظ جن میں باہم کچھ فرق ہے

اس سے مراد ہمارے نزدیک الفاظ کا باہم مشابہ اور غیر مشابہ ہونا نہیں بلکہ  
 معنوں کا مشابہ اور غیر مشابہ ہونا ہے۔ یہاں پوری بحث کا استیعاب کرنا ہمارے لیے  
 ممکن نہیں ہے اس لیے کہ یہ بہت وسعت رکھتا ہے اور اس کی بیشمار مثالیں ہیں۔  
 اس لیے ہم حسب معمول اس کی بھی کچھ مثالوں پر اکتفا کریں گے تاکہ ترک لازم نہ آئے مثلاً  
 ۱۔ مَنَاسِرُ اور عَسْرَطُ دونوں کے معنی بعض لوگوں کے نزدیک ایک ہی ہیں۔  
 یعنی طویل امراض کے بعد لاحق ہونے والے ضعف کے سبب بالوں کا گرنا۔ دونوں  
 کے درمیان بسا اوقات یہ فرق کر جاتا ہے کہ مَنَاسِرُ اس وقت کہیں گے جب بال متفرق جگہ

سے گرم اور شعلہ سے وقت کہیں گے جب تک ہی جوتے سے ہاں گئے ہوں۔

★ **دواء الحية** : بدن میں برقی ہوسا پہ دواست کرنے کے لیے دواغذ میں  
لیکن دماغ اگر عضو میں داخل ہوتا ہے نہ ہوتا اور اگر بدن کی کسی ایک حصہ میں جمع ہو۔  
اس میں داخل ہوتا ہے لطف کہتے ہیں۔ ہر وقت ان دونوں میں یہ فرق ہو جاتا ہے  
سے کہ تھیں میں عضو کو دبانے پر دباؤ کا نشان بن جاتا ہے لیکن لطف میں ہاں نہیں ہوتا۔  
★ **امسحاح اور احتلاط** : دونوں میں یہ فرق ہے کہ مسحات میں حرار کے درمیان  
فرق و متبذکرنا ممکن نہیں ہوتا۔ لیکن احتلاط میں جس کے وقت فرق پیدا ہو جاتا ہے  
اس لیے یہ کہنا صحیح نہیں کہ احتلاط الماء بالزوج و پانی اور پشکری کا غلط ہو گیا  
اس لیے کہ پشکری پانی میں مل ہو جاتی ہے یہاں تک کہ دونوں میں متبذکرنا نہیں ہوتا۔  
اس سے معلوم ہوا کہ رقیق اجزاء جب غلیظ اجزاء کے ساتھ ہوں ہیں کہ ان میں  
فرق کیا جاسکے مثلاً پانی اور مخاط (تو یہ کہنا سب نہیں کہ دونوں کا مسحاح  
ہو گیا اس لیے کہ جس کے وقت دونوں کے درمیان تمیز کی جا سکتی ہے۔

★ **دواء الغلب اور داء الحية** : دونوں امراض زینت میں سے ہیں جن میں  
بال گرجاتے ہیں۔ البتہ ان میں فرق دوا اعتبار سے ہے۔ کہتے ہیں کہ سبب اور دوسرے  
باعتبار ان ہیئتوں کے جو استفادہ شو کے بعد ہر کھد میں نمایاں ہوتی ہیں۔ پہلے اعتبار سے  
دواء الغلب کا سبب صفراوی مادے یا ان سے ملا ہوا جوتہ سوز ہوتا ہے اور  
دواء الحية کا سبب احتراق شدہ سوداوی دے یا بلغم صاف ہوتا ہے۔ دوسرے  
اعتبار سے فرق یہ ہے کہ داء الحية میں باؤں کے گرنے سے زائپ کے رنگ جیسی شکل  
بن جاتی ہے جبکہ داء الغلب میں بال گرنے سے ایسی شکل نہیں بنتی۔

★ **دواء نفیل اور دوا الی** : یہ دونوں بھی ممتبذ ہر مرض میں سے ہیں۔ البتہ دونوں  
میں فرق یہ ہے کہ اول لذر کا مادہ عروق سے نکل کر گوشت میں سرایت کر جاتا ہے جبکہ  
مؤخر لذر کا مادہ عروق سے نکلنا نہیں بلکہ انھیں میں رہتا ہے۔ یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ  
اول لذر میں عروق نمایاں نہیں ہوتیں جبکہ مؤخر لذر میں وہ خوب نمایاں ہو جاتی ہیں۔

★ غصہ اور اخلاص - دونوں غیر ارادی حرکتیں ہیں۔ ابتداً ان میں کئی فرق ہیں۔ ۱۔ غصہ صرف متحرک اعضاء میں ہوتا ہے جبکہ اخلاص عام ہے۔ ۲۔ غصہ لمبواً طرف ۱۰ تا ۱۲ پیر (سر وغیرہ) میں ہوتا ہے جبکہ اخلاص عضلہ میں ہوتا ہے خواہ کسی عضو میں ہو۔ ۳۔ غصہ حالت سکون میں کم اور حرکت کی صورت میں زیادہ ہو جاتا ہے جبکہ اخلاص کا حال اس کے برعکس ہے۔ اس کا راز یہ ہے کہ غصہ کا سبب ضعف قوت اور اخلاص کا سبب ریح ہے۔ حرکت کی صورت اس میں لطافت آجاتی ہے اور اخلاص ختم یا کم ہو جاتا ہے۔ ۴۔ غصہ کا ازالہ علاج کے ذریعہ مشکل ہے۔ خاص طور پر اس وقت جب وہ مرض شکل اختیار کرے اور اخلاص بس اوقات بغیر کسی علاج کے خود بخود ختم ہو جاتا ہے اس لیے کہ اخلاص حرکت بعینہ مرض کے ہٹے ہونے یا ختم ہونے کا سبب ہوتی ہے کیونکہ یہ کیفیت مرض کے دفع کرنے کی طبعی تدابیر میں سے ہے۔

★ اسداد اور صدّہ :- میر دونوں بھی متشابہ الفاظ ہیں۔ اسداد کا طرد مس، تجمد اور عروق کے کناروں کے ملنے پر ہوتا ہے اور صدّہ اس چیز کو کہتے ہیں جو مجاری میں رک کر غذا اور فضلات کو آگے بڑھنے اور نکلنے سے روک دیتی ہے۔

★ سکوب اور نطول ان سیات میں سے ہیں جنہیں ان اعضاء پر گرایا جاتا ہے جن کا علاج مقصود ہوتا ہے۔ ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ سکوب کا اطلاق رقیق پر ہوتا ہے اور نطول کا غلیظ (گاڑھیا)۔ صاحب المفتاح نے کہا ہے کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ نطول نطل سے مشتق ہے جس کے معنی درہتی کے ہیں۔

★ طلاؤ اور ضہاد : ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ طلاؤ رقیق ہوتا ہے اور ضہاد غلیظ (گاڑھا)۔

★ دوی اور طینین : دونوں الفاظ آوازوں کے لیے ہیں۔ لیکن پہلا موٹی اور مائع آواز (اعظم و اہین) پر دلالت کرتا ہے اور دوسرا دقیق اور تیز آواز (ادق و احد) پر





معدنہ منہ بکرتا ہے چنانچہ نام طریقہ استعمال کی مناسبت سے رکھے جاتے ہیں مثلاً  
 صُورٌ، صُورٌ، صُورٌ، دُرُورٌ، حُلَاہُ، صَمَادٌ وغیرہ۔

قسم اول کے اسماء میں مَزَدَحَت کا مفہوم پایا جاتا ہے۔ قسم ثانی میں چونکہ اعتبار  
 بدن پر دویہ کی تاثیر کا ہوتا ہے اس لیے ان کے ایسے نام رکھے گئے ہیں کہ ان میں تعدیہ  
 کا مفہوم پایا جاتا ہے وہ سب قسم اول کی طرح اسم فاعل کے وزن پر آتے ہیں۔ یہ قسم  
 یعنی قسم دوم، دو جنسوں پر مشتمل ہے۔ ایک کیفیت اولیٰ رجوع خاص کی صورتوں کے  
 تابع ہوتی ہیں کے اعتبار سے ہوتی ہے مثلاً حَرَّتٌ، سُرُودَتٌ، رُطُوبَتٌ، یُبُوبَتٌ۔ اس  
 جنس میں صفت چار اسم آتے ہیں، مُسَجِّنٌ، مُبَرَّدٌ، مُرَطِّبٌ اور مُجَفِّفٌ۔ دوسری  
 جس کیفیت ثانوی جو کیفیات اولیٰ کے تابع ہوتی ہیں ان کے اعتبار سے ہوتی ہے مثلاً  
 مُصَفِّ حَرَّتٍ، رَدْعُ سُرُودَتٍ، نُصْحُ رُطُوبَتٍ اور عَصْرُ یُبُوبَتٍ وغیرہ اس  
 جس میں بہت سے اسماء تامل میں جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا۔

کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ قسم دوم کی ادویہ کی تاثیر کو کیفیات اولیٰ کے بجائے  
 صورتوں کے تابع رہنے والی خاصیتوں کی جانب منسوب کرنا ضروری ہے۔ ورنہ مثال  
 کے عموماً یہ ہر حال میں مصطفیٰ ہو جائے گا حالانکہ ایسا نہیں ہوتا۔ اس لیے کہ ہم کہیں گے  
 کہ حرارت کے کسی مراتب میں جن کی وجہ سے ادویہ حارہ کی تاثیرات مختلف ہوتی ہیں  
 مندرجہ ذیل میں تسخیم کی خاصیت اس وقت پائی جاتی ہے جب وہ اعتدال سے  
 نکل جائے اور اس میں کسی حد تک حرارت پائی جائے۔ پھر گرمی میں اضافہ ہو  
 تو وہ ملجیف کرے گی اور اگر تسخیم کی حد سے بھی تجاوز کر جائے تو تجلیں کرے  
 گی۔ پھر مزید حرارت بڑھے تو اس سے جلاء ہوگا اس لیے ہر حال میں مصطفیٰ یا  
 معتدل نہ جانی نہیں ہوگی۔ اسی طرح اطباء نے جب دیکھا کہ سُرُو لہند بہا کہہ کے  
 سہولت کو کھولتی ہے تو انھیں اس میں 'خاصیت' پائے جانے کا اعتقاد کرنا پڑا۔  
 اسی سے کہ تفتیح حرارت کے تابع ہوتی ہے۔ پس گرمی بزرگ لہند بہا ہوتا تو وہ اس  
 کی نتیجہ کی خاصیت کو حرارت کی طرف منسوب کرتے معلوم ہوا کہ اگر تفتیح کی خاصیت

ادویہ باردہ ہیں پانی ہائے تو وہ صورت کی جانب منسوب ہوگی۔ ورنہ اس کی بہت  
حرارت کی جانب جاسے گی۔ اس پر بقیدہ وہ یہ کہ بعض قیاسیہ میں یہ ہوتا ہے کہ  
پرسیدہ بھی کر لیں کہ وہ فعال صورتوں کے تابع ہیں تو یہ سیر نہیں کر سکتے۔ وہ اپنی صورتیں  
بعد کیفیت کے نوسہ دے، کوہ فعال اب ہم دیتی ہیں۔ اس وجہ سے نرسن فعال  
کو کیفیت کی جانب منسوب کرتے ہیں۔

★ ادویہ کی قیاسیہ کی ترقی کے لئے اس فک کے وزن پر نوسہ ہیں ورنہ ہر  
نفس سے معروف ہیں حواس سے مستثنیٰ ہیں مثلاً۔

دُرُور۔۔۔ وہ دو جسے نفوس پر تہم کا جاسے۔  
جھوں۔۔۔ وہ دو جسے شہادت میں رکھا جاسے۔  
مضوج۔۔۔ وہ دو جسے نفوس پر تہم کا جاسے۔

باب ۲

## متضاد الفاظ

• متضاد الفاظ کلام صلب ہوتے کہ ایک نفسا دوسرے لفظ کے متضاد معنی پر  
درجہ کر کے مثلاً:

میں دھڑل۔۔۔ رموٹ ہیں درد بدلت، حسن کے معنی عین میر صمد متذکرہ و شکر  
و فہم ہیں۔ بدلت کے معنی امور کے معنی اس میں ہیں کہ میں۔

نمودہ سوائے۔ نمونہ معنی عین صمد متذکرہ و شکر۔ عصب در عروق و عید میں  
اتن زما نہ ریعنی عین وہ عین و عین میں ربات کے میں و رذوں کا

مستحق ہونے کے لئے۔ مگر عموماً اس کی نسبت میں طرح و طرح نہیں ہوتی جس طرح غرض  
 درمیان میں نہ ہو۔ نہ سب پر ہر ایک میں کئی ہاں سے کئی سبب پر ثابت ہو جائے کہ  
 اس کے لئے اس میں بھی کئی ہاں سے لیکن مگر ایک بہت ثابت تہہ نہایت اس  
 لئے کہ وہ ہر ایک مضمون سے وہ ہر ایک مضمون کے لئے ہیں اس کے طول میں ہمارے  
 میں ہیں اسی طرح مضمون ہر ایک کے عموماً میں کئی ہاں سے متاثر نہیں آتی۔ اس لئے  
 اس سلسلے میں غور کر لینا چاہیے۔

☆ تفسیر کی ایک دوسری قسم بھی ہے اور وہ یہ کہ وہ الفاظ حقیقت میں متضاد نہ  
 ہوں لیکن ان کے شعور سے غلط و کامفہوم پیدا ہو جائے مثلاً:

لیں در اعتقاد۔ جب ان کی اضافت بطن کی طرف ہو، حقیقت میں لین کی  
 ضد مراد ہے نہ کہ اعتقاد۔ اسی طرح اعتقاد کی ضد لین نہیں ہے لیکن اظہار جب  
 اس میں مضامین کی صطحت سے کہتے ہیں تو اس سے ان کی مراد بین البراز و برزخ کا  
 تہہ و نہاں سے اور جب اعتقاد اسطوں کہتے ہیں تو اس سے مراد اکثر جفائے  
 درجہ کا خشک ہونا ہوتا ہے۔

☆ یا دونوں الفاظ متضاد ہوں لیکن لفظ عربی ز اظہار اس کے برخلاف استعمال  
 کرتے ہوں مثلاً:

رُطُوبَتٌ دَرِیْمُوسَتٌ رطوبت کا اطلاق بدن میں پائے جانے والے مرطب اور  
 سبب جسم پر ہوتا ہے۔ مثلاً: أَحْلَاطٌ، رُطُوبَاتٌ تَامِیۃٌ، مَسِی، مَذِی، دَرِی  
 اور بدن کے دوسرے تہہ و نہاں سے۔ لہذا اگر جسم مرطب کا کوئی مخصوص نام ہوتا ہے تو اسی  
 سے پکارا جاتا ہے۔ مثلاً: مَسِی، مَخَاطٌ عَرَقٌ اور خِلطٌ وغیرہ لیکن پوست و جو  
 اس کی ضد ہے، کا اطلاق بدن کی مرخشک اور ایسی چیز پر نہیں ہوتا۔ اس کی وجہ یہ  
 ہے کہ رطوبت کا اطلاق بدن میں موجود مرطب اجسام پر ہی ہوتا ہے نہ کہ غلات پوست  
 کے کہ اس کا اطلاق مجازاً نہیں ہوتا۔

اس باب میں اور بھی بہت سی مثالیں ہیں مثلاً جَمِیدٌ و مَسَالِلٌ لَطِیفٌ

مستف اور مستہن دونوں حصوں وغیرہ کے معانی میں تفصیل پایا جاتا ہے۔ لیکن مرقیہ مقدمہ  
میں اقسام سے گریز کر رہے ہیں۔ بہار المقصد کتاب باب مقصد کے معنی کی توجہ  
میں ہیں یہاں کہ ان سے جو ہیں ملتی ان الفاظ معنی جاتے کہ سفر کر کے آمد  
جائیں ہوئی ہیں مگر اس کی راستی میں ناظرین غور فرمائی تو اس کی تشریح یہاں  
ہو سکتی ہے۔

## باب ۲۲

# مترادف الفاظ

ترادف کا مطلب یہ ہے کہ وہ لفظ ایک معنی میں ہوں مگر جملہ الفاظ کے نزدیک  
و جمع در اسم بعد فرشی اور ان سے پہلے کے ہمیں صواب کا مطلب ہے کہ مجمع کے  
زیادہ سے اس سے کہ مجمع قوت اس کے شئی منافی سے لفظوں کہتے ہیں جیسے  
اسم دونوں منافی کے اور کسا کہتے ہیں خواہ ان میں قوت سے ہو  
مذکرہ و جمود مترادف الفاظ ہیں سے نہیں ہیں کہوں کہ مترادف میں  
اعتبار معنی میں اتنا ہوتا ہے اور چونکہ یہ دونوں ہر وجود یا اعتبار قوت قدر ہونے  
کے مترادف غور میں نہیں ہیں اس لیے ان کا شمار مترادف میں نہیں ہوتا۔ مگر اس کو  
مذکرہ اس لیے کہتے ہیں کیوں کہ وہ انسان کو اس حالت میں پاتا ہے جس پر وہ  
مرض خاص ہونے سے پہلے تھا اور مرض کی جمود اس لیے کہتے ہیں کہوں کہ مرض  
معمول مرض کے بعد جاری رہتا ہے اور حرکت نہیں کر سکتا۔

ترادف کی دو قسمیں ہیں:

تو اول وہ جیسے غلام کے دروں ہو جو ایک ہی زبان کے ہوں جب کسی نے کہا۔



ترادف دو ہے۔ اُن کے درمیان جو مختلف زبانوں کے ہوں سند سماع  
 اور سوادوں یہ دونوں ایک مخصوص باب کے نام ہیں لیکن دونوں مختلف زبانوں  
 کے ہیں۔

ترادف کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ دونوں لغات مفرد ہوں اگر ایک مفرد ہے  
 اور دوسرا مرکب تو انھیں مترادف نہیں قرار دیں گے۔ مثلاً لَمْسٌ غَسٌّ اور  
 مَسْرُومٌ معنی کہ یہ دونوں مترادف نہیں ہیں کیوں کہ مَسْرُومٌ جمع معنی رویتی مرکب  
 میں سے ہے۔ مگر صرف مَسْرُومٌ جمع قول کے مطلب ہی مرکب لفظ ہے۔  
 چونکہ ترادف کے یہ مفہوم ہیں، اسی ضروری ہے۔ اس لیے مختلف زبانوں کے دو لفظ  
 جن میں سے ایک کا مفہوم دوسرے کے مفہوم سے مختلف ہو مترادف نہیں کہہ سکیں گے  
 کیونکہ دُون اور صَوْع کو مترادف نہیں کہیں گے کیونکہ دُون کے معنی  
 دُونِ زَبَر میں صَبَا جی کے ہیں (جو کہ صرع کا ایک نام ہے) اس لیے کہ وہ ن کے  
 باب کثرت سے ختم ہوتا تھا، اور صرع کے معنی صُرْح علی الارض زمین پر گرنا  
 ہیں۔ مگر اَبْرَاقِلَس رجوی نامی لفظ ہے اور اس کی اصل مؤنث ہے۔ یہ  
 ایک ختم در کیش بادشاہ کا نام تھا۔ اس سے مشتق کر کے صرع کا نام اَبْرَاقِلَس  
 رکھا گیا، اور صَوْع جس کے معنی طرَح علی الارض کے ہیں، کو بھی مترادف نہیں کہہ  
 سکتے۔ مترادف جی اور دُون مترادف ہیں کیوں کہ دونوں کا مفہوم ایک ہی ہے۔

## باب ۱۳

# وہ الفاظ جن کے ہم معنی عربی الفاظ نہیں ہیں

طلب پہلے یونانی زبان میں تھی۔ بعد میں جب اُجڑنے والے عربی زبان میں

منقول کیا تو وہ انفس غنا کو ملیں رہ پانی رکھنے ۔ چیرا جے کے شبیں تہی تاروں میں  
 نامل کرے نے پر محمور ہوئے ۔ سکی جو شہد سب میں کچھ غنا نہ ہو بہ دن سے ترستی  
 غنا نہ نہیں شہد ۔ مگر ایسے الفاظ کی تعداد زیادہ نہیں ہے ۔ سرانجام غنا تو  
 ان سے بھی کم ہیں ۔ ابنتی رستی زبان کے ایسے الفاظ جن کے فرائض غنا نہ ملیں  
 میں نہیں ہیں ۔ طب میں کافی مثال ہیں اس لئے کہ بد و نورس کے متعلق ۔ طب  
 سے فن طب میں مہارت حاصل کی ہے اور وہیں پرورش پائی ہے اس لئے اس سے فحش  
 سے اپنی تعصیفات میں اپنی زبان کے متعدد الفاظ استعمال کرتے ہیں ۔ یہی حال ہندی  
 زبان کے الفاظ کا بھی ہے ۔

یونانی زبان کے الفاظ کی مثال :

أَطْرُوقًا . یعنی کھانک کی فم ہنس ۔ ہونے کے سبب ہر کا دہر ہونا ۔

الضائوس . جن کی وہ شتم ہیں بلکہ ہر بدن میں حرارت اور اندرون میں  
 خندک ہوتی ہے ۔

للموربا . یہ الضائوس کا سبب ہے ۔

مورید دس بواسیر کی وجہ سے جریاں الدم کو کہتے ہیں ۔

نارسی زبان کے الفاظ کی مثال :

چھار رگ . یعنی چار مرقق ۔ یہ وہ زب نوٹوں میں ہوتی ہیں ۔ دواؤ پر کے نوٹ  
 میں اور دواؤ نیچے نوٹ میں ۔

دیک بزدلیک . یعنی ہڈی پر ہانڈن ۔ یہ مسمم دوا عملی ہے ۔

ہندی زبان کے الفاظ کی مثال :

سامھون . یہ ایک ہندوستانی معجون ہے جو اس کے موجد طبیب کی حاتم  
 منسوب ہے ۔

اس باب کا معاملہ کثرتاً میں یہ بھی مشتبہ ہو جاتا ہے جہاں چہ وہ علمی منفرد کو

طب میں متعلق دیکھتے ہیں تو گمان کرتے ہیں کہ شاید ان کے نزدیک سما غنا زبان میں

نہیں میں۔ محاورے ہر گز صحیح نہیں۔ جس کا کہ باب پنجم کی شارح سے واضح ہوا ہے حال  
اعتبار ان احادیث کا ہوتا ہے جنہیں احادیث نے قبول کیا ہو۔ وہ وہ طب میں متداول اور  
مصداق ہوتے ہوں۔ نہیں انہی کے ہم معنی عربی زبان میں ہیں۔ لیکن وہ متداول نہیں  
ہیں ان کی حیثیت ایسی ہے گویا بہ حیثیت وضع ان کے دوسرے نام نہیں ہیں۔

## باب ۱۲

# اضافت

لغت میں اضافت کسی شے کی نسبت دوسری شے کی طرف کرنے کو کہتے ہیں۔  
لیکن اصطلاح میں اس کا مطلب ہے نکرہ کی نسبت معرفہ کی طرف کرنا تاکہ وہ بھی  
معرفہ ہو جائے۔ یہ نکرہ کی نسبت نکرہ کی طرف کرنا تاکہ اس میں کچھ تخصیص پیدا ہو جائے  
منہج، امام ابو الحسن علی بن سلیمان بن سعد بن علی بن تمیم فرماتے ہیں،  
”عبارے ’ضافت کو مہان سے تشبیہ دی ہے جو صاحب منزل ’رمیزبان‘ سے  
منسوب ہوتا ہے اور اسی سے جانا جاتا ہے۔“

اضافت کی دو قسمیں ہیں: ۱۔ اضافت محضہ اور ۲۔ اضافت غیر محضہ  
اضافت محضہ میں صحیح قول کے مطابق ’ل‘ مقدر (پوشیدہ) ہوتا ہے مثلاً  
جَمُودٌ اَصْدُ مَا یَحِی جَمُودٌ عَرَضٌ لِلْمَصْدَرِ سِیْنٌ مِّنْ پیدائے والے (الاجود)۔  
چونکہ اضافت کی صل تملیظ ہوتی ہے اور ’ل‘ کے علاوہ کسی حرف میں تملیک  
کے معنی نہیں پائے جاتے اس لیے کہ اگر ہے کہ جس اضافت میں ’ل‘ مقدر ہو وہ  
اضافت محضہ ہے۔ کیوں کہ تملیک میں اضافت اور ’ل‘ دونوں پائے جاتے ہیں۔ اس لیے  
جس اضافت میں ’ل‘ ہی مقدم ہو اسے اضافت غیر محضہ کہیں گے کیوں کہ اس میں

تصبیح کے معنی مفقود ہوتے ہیں۔ ماحصل یہ کہ جس اضافت میں 'ال' مقدم ہو وہ  
غیر مضاف ہے۔ اس میں اضافت کی وقتاً ماضیہ نہیں۔ اس میں تین کا جو آئے نہ ہو کہ بات  
چنانچہ ہم کہیں گے کہ اضافت رخا وہ ماضیہ ہو یہ غیر ماضیہ کی صورت دیں نہیں ہیں۔  
★ تصبیح مثلاً متقدراً لغراب : طرفاً ایضاً : تسقط براسہ : اور  
ذات صندس وغیرہ

★ مضافت۔ اضافت کی قسم تو ماضیہ است کا نام میں ہے دیکھ لیں کہ اس  
میں مضاف و مضاف الیہ کے ساتھ یہ پس چاہئے اور اس کے مابین متعلقہ ہونا ہے  
گویا اسے اسی کے ساتھ مضاف کیا گیا تھا۔ مثلاً بابک مضاف ان ہوا کہ کہتے ہیں  
جو رات میں نکلتی ہیں۔ گویا وہ رات ہی کے ساتھ ہیں۔ چنانچہ ماضیہ است ماضیہ است ہی کا  
ہو جاتی ہے اور رات و رات ہی سمجھ رہے ہوتی ہیں۔ اس کی رات سے ماضیہ است وہ  
مواضع کی وجہ سے نہیں اس کی طرف مضاف کر دیا گیا۔

★ عام کی مضافت خاص کی طرف : اس میں ماضیہ است ہے مضاف یہ مضاف  
کی اصل جو ماضیہ است ماضیہ است ہی کا ہے اور ماضیہ است سے اس میں ماضیہ است کی  
اصل ہے۔ پس اس کی طرف ماضیہ است کی مضافت ہو رہی ہے۔

★ اضافت وصف و مضاف : مثلاً حجر احمر اس سے وصف مشتق  
ہے کہوں کہ اگر مضافت ہو الیہ داخل کر دیں جو ہے مضاف یہ اس کی صفت بن  
سکتا ہے اور اس سے صفت مشتق ہے کہوں کہ ماضیہ است ماضیہ است ماضیہ است  
اس کے و مقدم ہے۔ کیوں کہ تقدیر ہے حجر سنی (حجر گریہ) تقدیر نہ مانا  
جیسا کہ ترجمہ کی مضافت لاجہر کی طرف ماضیہ است ہوگی کیوں کہ وہ اس کی صفت ہے۔  
اور صفت مضاف کے معنی میں ہے۔ ورتقی کی صفت اس کے اصل کی صفت ہیں دیکھ لیں  
لیکن جب کہ جب کہ حجر سنی لاجہر تو یہ صحیح ہے کہ لاجہر اس کے مضاف  
★ اضافت تشبیہ : یعنی صفت ماضیہ است کی مضافت۔ چنانچہ اس کے ساتھ کہ میں جو  
سواٹ ہیں مثلاً حسن : صعب : سداً : اس لیے ہیں ملک میں کہ یہ ماضیہ است



لفظ نہیں مگر جس میں اس قسم کی اضافت پائی جا رہی ہو۔

★ اضافت تخفیف: مثلاً سَأَلَ السَّئِلُ کہ یہ اس بھران ردی کو کہتے ہیں جو  
نہج و رفتاری سے پہلے ہو اس اضافت کو تخفیف اس لیے کہتے ہیں کیونکہ اس سے سئل  
کی اصل سے مَبْنًى مُبْتَدًى (مبتدأ و متون اور نصب کے ساتھ) اضافت کے وقت ثقیل ہونے  
کی وجہ سے سابق سے متون حذف کر دی گئی۔

اوپر ہم نے جو کچھ بیان کیا ہے وہ معمولی تبدیلی کے ساتھ صاحب المتکلی کے  
کلام سے منقول ہے۔ اہل عرب کہتے ہیں کہ مشبہ مشبہ بہ کی طرف مضاف ہوتا ہے۔ مثلاً  
دَاءُ بَعْلٍ اور دَاءُ الْأَسَدِ (اگر ان میں مشابہت کا اعتبار کیا جائے) اور اگر یہ کہا  
جائے کہ اس امراض کو دَاءُ بَعْلٍ اور دَاءُ الْأَسَدِ اس لیے کہتے ہیں کیوں کہ یہ ان  
میں زیادہ ہوتے ہیں تو اس صورت میں اضافت مد بست کی وجہ سے ہوگی جس  
کو ہم اوپر بیان کر چکے ہیں۔ البتہ جو لوگ ان میں تشبیہ کا اعتبار کرتے ہیں ان کے  
نزدیک دَاءُ بَعْلٍ کا مطلب یہ ہوگا کہ اس مرض میں مریض کے پاؤں اور  
پنڈیاں موٹی ہونے لگتی ہیں۔ حتیٰ کہ ہاتھی کے پیروں کے مشابہ ہو جاتی ہیں اور  
دَاءُ الْأَسَدِ (جسے جذام بھی کہتے ہیں) کا مطلب یہ ہوگا کہ اس مرض میں مریض کے  
چہرے اور بدن پر شیر کے چہرے کی مانند سلوٹیں اور گائٹھیں ابھر آتی ہیں اور  
آنکھ گھومتی ہوئی معلوم دیتی ہے اس کی وجہ تسمیہ یہ بھی بیان کی گئی ہے کہ چونکہ یہ مرض  
شیر کی طرح حملہ کرتا ہے اس لیے اسے دَاءُ الْأَسَدِ کہا گیا ہے۔

★ منظوف کی اضافت ظرف کی طرف تقدیر کے ساتھ: مثلاً ذَابَ الْجَنْبُ  
اور ذَابَ الرِّعْثُ وغیرہ۔ ذات صفت ہے عتر کی جو محذوف ہے۔ یعنی  
عِلَّتْ صَاحِبَةُ الْجَنْبِ الرِّعْثُ (وہ مرض جو پہلو میں اور پیچڑوں میں ہوتا ہے)  
★ اضافت کے تعلق سے اس بات کو ذہن میں رکھنا ضروری ہے کہ مضاف  
میں بسا اوقات اضافت کے وقت مصنوعی معنی پیدا ہو جاتے ہیں۔ اگر اضافت ختم  
کر دی جائے تو وہ اپنی لغوی حقیقت پر باقی رہتا ہے۔ مثلاً نَأْتِي الْأَمْعَاءَ میں

زلیق کی اضافت۔ اگر زلیق کو بغیر اضافت کے مطلق بول جائے تو اس کے معنی کیچڑ یا کسی دھبے سے پاؤں پھسلنے کے بول گئے، لیکن جب اس کی اضافت معاد کی طرف جاتی ہے تو اس کا مطلب ہوتا ہے۔ معده اور امعاء کی وہ کیفیت جس میں غذا نہیں ٹھہرتی بلکہ مسلسل خارج ہوتی رہتی ہے۔

★ بعض الفاظ ایسے ہیں جن کے معنی میں تو یہ کو مفہوم شامل ہوتا ہے لیکن اضافت کے وقت ان سے معنی لازم ہی مراد ہوتے ہیں۔ مثلاً تَقَطُّعُ اسْتَوَّل۔ تَقَطُّعُ فعل متعدی ہے لیکن اس سے مراد بڑا ارادہ پیشاب کا قطرہ قطرہ بہنا ہے۔

## باب ۲۵

### وہ الفاظ جن میں عام بول کر ان سے خاص معنی مراد لیا جاتا ہے

یہ باب اگرچہ طلب میں بہت وسعت رکھتا ہے لیکن یہاں ہم سب سے شہرہ کرتے ہوئے اس کی حدت چند مثالیں ہی بیان کریں گے۔ طلب کہیں کوئی عام غرض ہوتے ہیں لیکن اس سے خاص مراد دیتے ہیں۔ مثلاً

- سُرْمَا سے مرد بزرگ کو مراد ہوتا ہے۔

- حَجَف سے مرد باریکوں، درق و شرب کے امیٹ کی ایک نثر ہے۔

- مُرَاب سے مرد عقیدت مند یا شہور کا شیر ہے۔

- سَهْوَت سے مرد اشتہاد و طبعاً اگرچہ لغت میں اس کے معنی مہمیزی میں

بھوک اور دوسری شہوات شامل ہیں اس لیے کہ شہوت کے معنی ہیں

نفس کا لذت بخش چیزوں (جن میں سب سے زیادہ پسند کرتا ہے) کی طرف

مائل ہونا۔

- عتب سے مرد عتب دائرہ رخی صغریٰ کی ایک قسم
  - مشروب سے مرد مشروب۔ کبھی اس سے مراد خمر (شراب) ہوتی ہے۔
- یہ وہ مفرد غائب میں جن کا استعمال اطلاق اور علوم کے ساتھ ہوتا ہے لیکن ان کے خاص معنی مراد ہوتے ہیں۔

رہنہ ایک لفظ تو ان کی دوسری میں یا تو ان کا ایک ہی جز اس باب کے تحت آئے۔ دونوں جز اس باب سے متعلق ہوتے ہیں۔ پھر مقدم الذکر کی دوسری میں یہ تو پھر جز اس باب سے متعلق ہوتا ہے۔ دوسرا جز۔ پہلے جز کی مثال :

• ضَعْفُ لِمَعْدَةٍ لَفْظُ ضَعْفِ کا مفہوم اگرچہ کسی متعین قوت کے ساتھ خاص نہیں ہے۔ لیکن جب اس سے قوت کا ضمیمہ مراد لیتے ہیں اس کا سبب یہ ہے کہ کسی عضو کو ضعیف کسی وقت کہا جاتا ہے جب اس کا فعل بڑھ جائے اور تمام لوگوں کے نزدیک معده کا فعل مضمر ہے اس کی یہ معده کو اس وقت ضعیف کہا جاتا ہے جب اس کی قوت باضم میں ضعف لاحق ہو جائے۔

دوسرے جز کی مثال۔ سَكَنَ بَرْزِي۔ اس سے مراد وہ سکجن بنیہ جو پور تخمیں سے تیار کی جائے۔ اس نام پر یہ متر فل ورد نہیں ہوگا کہ عکاسے معرفت کے نزدیک یہ قودہ بہ نسبت کے وقت جمع کو واحد سے بدل دیا جاتا ہے۔ اس لیے بزر کے بجائے بزر کی کہنا چاہیے۔ اس لیے کہ وہ اسمیت غالب ہونے کی وجہ سے انصاری اور اعرابی کی طرح ہو گیا ہے۔

دونوں جز کے اس باب میں داخل ہونے کی مثال : الشَّرْبُ مَمْرُوجٌ •

یہاں شراب کا لفظ امر چیہ عام اور متعلق ہے لیکن اس سے مراد خمر (شراب) ہے۔ اسی طرح ممر و ج غت کے اعتبار سے عام ہے لیکن یہاں مراد ہے ممر و ج باطارد یعنی پانی میں ملی ہوئی شراب۔

## باب ۲۶

### دو زبانوں سے مرکب الفاظ

باب سوم میں یہاں پہلے عجمی الفاظ کے سبب بی بی میں، فعل ہونے کی کیفیت بیان کی ہے وہیں الفاظ کے مرکب ہونے کا سبب بھی بیان کر دیا ہے۔ یہاں ہم اس کی چند مزید مثالیں ذکر کرتے ہیں۔

• عربی اور فارسی سے مرکب ہونے والے الفاظ کی مثال، سرمہ اور صوفیہ۔  
 حبیب کہ مشہور ہے، اور بزم البیخ، بزم جزیرہ حبیب، بزم صبح اور مندرجہ  
 احسن وغیرہ ان مرکب الفاظ میں برسام، سرمہ اور شیرج عین ہیں سے ہر  
 ایک کا پہلا جزء فارسی زبان کا ہے۔ نسو بمعنی صدر و حبیب کہ حبیب کہتے ہیں،  
 سر بمعنی رأس، شیرج شہرہ کا معرب ہے۔ اور صدر اور حبیب عربی الفاظ  
 ہیں۔ سام کے یونانی لفظ ہونے کا قول قابل اعتبار نہیں ہے حبیب کہ گئے گئے گئے  
 در بر سام کو میں نے جمہور کی سبب میں اس باب میں ذکر کیا ہے اور حقیقت میں ان کے دونوں  
 جزء فارسی زبان کے ہیں۔ بزم البیخ، بزم الجزیرہ اور حبیب سب کے  
 یہ صفت الیہ معرب فارسی الفاظ ہیں۔

• عربی اور یونانی سے مرکب ہونے کی مثال: حبیب یونانی یا پہلا جزء ہی ہر ہے کہ  
 عربی لفظ ہے اور قوقا یا یونانی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی سر کے آتے ہیں چونکہ یہ حبیب  
 سر سے فصاحت کا تفسیر کرتا ہے۔ اس لیے اسے اس کے سر سے موسوم کر دیا گیا۔

• فارسی اور سریانی سے مرکب ہونے کی مثال: جومنا الاقنیطی، جو سر فارسی لفظ  
 ہے اور الاقنیطی کو سریانی لفظ کہا جاتا ہے۔



## باب ۲۷

### اشترک لفظی اور مشابہت

جب ایک لفظ کے کسی معانی میں تو اس کی یہ صورتیں ہوں گی۔ یا تو تمام معانی ہوں  
کی درست یکساں ہوں یا نہ ہو وہ ایک معنی کے لیے وضع کیا گیا ہو اور دوسرے پر اس کی درست  
نازیدی ہو۔ یا ایسا نہیں ہوگا۔ اور مذکور صورت میں اسے مشترک لفظی اور مؤخر لفظی صورت  
میں متفرق کہیں گے۔

#### اشترک کی مثال:

- حُمُومَةٌ۔ اس کا محقق قحط دگدی، پر بھی ہوتا ہے اور پو۔ سے مراد بھی۔
- حَمَلٌ۔ بس اوقات اعتبار اسے مطلق بولتے ہیں اور اس سے جمال عربی  
مراد لینے ہیں۔ یعنی رنگ میں نکھار اور جلد کا ملائم ہونا اور کبھی اس  
سے اعصاب کا مزاج اور ہیئت کے اعتبار سے بہتر حالت میں ہونا  
مراد لیتے ہیں۔

- صُعُوفُ لَاسَانٍ کبھی اس سے دانتوں کا جماؤ کم ہونا مراد ہوتا ہے اور کبھی اس کا  
اطلاق گرم سرد اور سخت چیزوں کو برداشت نہ کر سکنے پر ہوتا ہے  
اس معنی میں وہ ذَهَابُ مَادِّ الْأَسْنَانِ کے مساوی ہو جاتا  
ہے اور کبھی اس سے مراد دانتوں میں ضرر اور آفت قبول کرنے  
کی استعداد پیدا ہونا ہے۔

- وَضْعٌ۔ اشترک لفظی کی رو سے یہ بھی دو معانی پر دلالت کرتا ہے۔  
ایک محل کا تقاضا کرنا اور دوسرے مشارکت و مجاہرت یعنی محل کے قریب و بعید

ہونے کے اعتبار سے ایک شے کی دوسری شے کی نسبت بہ نسبت زیادہ کمزور۔

مثال کے ساتھ :

• **حلیطہ** : متعدد معانی پر دلالت کرتا ہے۔ غالباً سب سے پہلے جس کی طرف غور کا اور استقامت ہے۔ یعنی جزو جیب کہ فتن اور یہ میں ہر جہاں ہے حدادہ امریکہ یونیورسٹی کے اجزاء۔ قیصر کا معنی ہے سے سے ہے۔ اس میں دوسری مشابہت سے مدنی اور مصوبت نامہ بھی داخل ہو جاتی ہیں۔ لفظ حلیطہ کا پسند معنی زیادہ مشہور ہے۔ اگر حلیطہ کو طلق قرار دیا جائے تو ذہن فوراً اپنے معنی کی طرف منتقل ہو جاتا ہے اس کے دوسرے معانی کی وضع شامی ہے۔

• **مضمون** : اس کو کہتے ہیں جو معنی بناتا ہے۔ یہ وضع میں ہے اس کے معنی خیال کے بھی آتے ہیں۔ کیوں کہ کسی قوت کے ذریعہ ذہن میں خیال پیدا ہوتا ہے۔

• **حبال** : اس کا طلاق بھی اس قوت پر ہوتا ہے جو صورتوں کو محفوظ رکھتی ہے یہ حس مسکوک کا ذخیرہ ہوتی ہے اور بھی اس کا طلاق رنگوں پر ہوتا ہے جو انکسار کے سامنے دکھائی دیتے ہیں لیکن نجات میں ان کا وجود نہیں ہوتا۔

• **دشمن** : اس کا اطلاق بھی اس شے پر ہوتا ہے جو غصہ و نفرت یا غم کے لئے کے بعد جڑنے وقت ٹوٹنے کی جگہ پر پیدا ہوتی ہے۔ یہ اس کا مشہور معنی ہے لیکن کبھی اس کا اطلاق اس شے پر بھی ہوتا ہے جو زخم میں نمودار ہوتی ہے اور جو ہر قسم میں سے نہیں ہوتی۔

• **دماغ** : اس کا اطلاق کبھی مع پر ہوتا ہے جس میں حس نہیں ہوتی۔ یہی معنی مشہور ہے اور کبھی گدی کے اندر موجود تمام اشیاء اور دوسری چیزوں پر ہوتا ہے۔ اس میں اعصاب کی وجہ سے حس ہوتی ہے اور بھی اس کا اطلاق پوستے سر پر ہوتا ہے۔

• **سراسر** : اس کا اطلاق بھی کئی معانی پر ہوتا ہے : ۱۔ اگر دن کے اوپر کا حصہ ۲۔ تحف جدران بعد قاعدہ اور اس کے اندر پائے جانے والے اعضا ۳۔ رشح اور متبکک وغیرہ اور حنف سے وپر کے اعضا ۴۔ مشہور و محرم

اور حد وغیرہ۔ موزن مذکور معنی زیادہ مشہور ہے۔

• رحمہ کثر اس کا اطلاق اس شخص پر ہوتا ہے جس میں غلط ٹھہرتا ہے کبھی غلط  
اس کی غلطی کو بھی رحم کہہ دیتے ہیں۔

• نَصُوب دماغ معمولی اس سے مراد وہ فضائیں ہوتی ہیں جو دماغ میں پانی  
جوتی ہیں کبھی اس کا اطلاق ان خالی جگہوں پر ہوتا ہے جو خف کے اندروں میں  
پانی جوتی ہیں کبھی یہ ان نصوص کے لیے بھی ہوتا ہے جو اُمحاصہ کے اندر ہوتی  
ہیں۔

• نَعْتُ مَس اس کا اطلاق کبھی معمولی تسلی پر ہوتا ہے اور کبھی کھنکھانے کی خواہش  
زبورے کو کہتے ہیں لیکن اس ذکر معنی موزن مذکور سے زیادہ عام اور مشہور ہے۔

• حَام اکثر یہ ن دونالیوں کو کہتے ہیں جن کے ذریعہ مائیت گردے  
سے مثانہ میں آتی ہے۔ کبھی اس کا اطلاق ن دودوق پر بھی ہوتا ہے جو صحن کے دونوں  
طرف ہوتی ہیں۔

• حَام مشہور یہ ہے کہ یہ بلغم غیر ضعیفی کی ایک قسم ہے لیکن کبھی اس کا اطلاق  
اس مائیت پر بھی ہوتا ہے جو برتن میں نیچے بیٹھ جاتی ہے جس کے اجزاء رقیق ہو  
ہیں اور اس میں بدبو نہیں ہوتی۔ اسی طرح اس کا اطلاق اس چیز پر بھی ہوتا جو کچی نہ  
ہو گویا یہ مَصْبُوح کی ضد ہے۔

• مُبْدَقَة اس کے دو معانی ہیں ۱۔ وہ چیز جو شیات کے مثل وہ میں کھج  
جائے۔ ۲۔ ایک وزن جو ایک درہم کے برابر ہوتا ہے۔ بعض لوگوں نے کہا ہے کہ  
مُبْدَقَة اس براز کو بھی کہتے ہیں جو خشک ہو کر میٹگنی کی طرح ہو گیا ہو۔ لیکن یہ صحیح  
نہیں کیونکہ اس کے معنی میں شامل نہیں ہے۔ یہاں مشابہت کی بحث میں اعتبار  
لفظ کے صرف اس معنی کا ہو گا جس کی طرف ذہن منتقل ہو جائے۔ جبکہ مُبْدَقَة میں  
ایک نہیں ہے۔ بعض اہل علم نے جب براز متغیر کو بیان کرنا چاہا تو اسے مَدْقَة سے  
تشبیہ دی اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس قسم کے براز پر اس لفظ سے دلالت ہوتی ہے۔

## باب ۲۶

# وہ الفاظ جنہیں عام طور پر غلط پڑھا جاتا ہے

س ستم کی فطیوں سے نہ کو ٹھیک سے غلط پڑھ کر میں نے اور بے پروائی  
کرے سے بڑی میں بل میں پچھلے الفاظ ہر تہا ہے میں جنہیں عام طور سے غلط  
پڑھ پائے جاتا ہے۔

الفہ۔ ف کے زبرد سے پڑھا جاتا ہے جو کہ صحیح ف کے زبرد سے ہے۔

نارج۔ ن کے زبرد سے پڑھا جاتا ہے جو کہ صحیح ن کے زبرد سے ہے۔

لسد۔ (مردن کی فصل) ف کے زبرد سے پڑھا جاتا ہے جو کہ صحیح ف کے زبرد سے ہے۔

حلزون۔ ل کے سکون سے پڑھا جاتا ہے جو کہ صحیح ل کے زبرد سے ہے۔

جھری۔ خ پر زبرد پڑھا جاتا ہے جو کہ صحیح خ پر زبرد سے ہے۔

دبھہ۔ ذ کے پیش و ف کے سکون سے پڑھا جاتا ہے جو کہ صحیح ذ کے زبرد سے ہے۔

ب کے زبرد سے ذ بحہ، حلق کے "ف" جو جانب نشی وائے  
معدت میں درمیدار ہو جانے کو کہتے ہیں۔

زب حص۔ س کے زبرد سے پڑھا جاتا ہے جو کہ صحیح س کے زبرد سے ہے۔

تسیرم۔ م کے زبرد سے پڑھا جاتا ہے جو کہ صحیح م کے زبرد سے ہے۔

سرم ایک ستم کی بات ہے جو با غول میں گئی ہے

سرسوف: ش کے پیش سے پڑھا جاتا ہے جو کہ صحیح ش کے زبرد سے ہے۔

سوسیر۔ م کے زبرد سے پڑھا جاتا ہے جو کہ صحیح م کے زبرد سے ہے۔



صُفْرُوح ص کے زمرے پر ماحول ہے مالا کتک پیش ہے۔

## باب ۲۹

### غیر منصرف الفاظ

غیر منصرف الفاظ کو کہتے ہیں جن میں نو صفتوں میں سے کوئی دو صفتیں پائی جاتی ہیں۔  
 یہ کوئی ایک صفت پائی جائے جو دو کے تمام مقام پر۔ یہ صفتیں مع صفت کے اسباب ہیں۔  
 ان کو اسباب کو ایک شاعر نے درج ذیل دو اشعار میں منظوم کر دیا ہے:  
 عَدَلٌ دَوْصَفٌ دَانَتْ دَمَعْرُوبَةٌ دَعِجْمَةٌ دَمَجْمَعٌ دَمَرْكِيثٌ  
 دَمَوْشٌ دَمُدَّةٌ دَمِنْ قَبْلِهِ دَسَبٌ دَوَزْنٌ دَعَلٌ دَهْدٌ دَقُولٌ دَقَرْمَبٌ  
 چونکہ عرب میں غیر منصرف الفاظ کثرت سے آئے ہیں۔ اس لیے ہم نے بہتر سمجھا  
 کہ ان میں سے کچھ کا تذکرہ اس باب میں کر دیں۔ ان الفاظ میں کثر عجمۃ اور معرفۃ  
 کی صفتیں پائی جاتی ہیں مثلاً: اَنْلَاطُوْنَ، حَالِيْبُوْس، اَرْسُطُوْ، بَقْرَاھ، سُنْفَرَاھ  
 دَعْرَہ یہ عجمی الفاظ ہونے کے ساتھ ساتھ یونانی حکماء کے نام بھی ہیں۔

## باب ۳۰

### اسماء منسوبہ

اہم کے آخر میں جب یہ نسبتی آجائے تو وہ صفت ہو جاتا ہے۔ یہ صفت جب

موصوف پر غالب ہو جائے تو موصوف حدت ہو جائے اور صفت اس کے تو بمقام ہو جاتی ہے یا اس باب میں ہم ان اسما کا تذکرہ کریں گے جن کے موصوفات و صفیات کے خبر کی وجہ سے حدت ہو گئے اور صفت ان کی تو بمقام ہو گئی۔ و صفیات کے خبر کو اعتبار اس وقت ہوگا۔ جب سامع کے سامنے وہ لفظ آتے ہیں اس کا ذہن صفت کے موصوف کی طرف متغزل ہو جائے اس قسم کے کچھ الفاظ درج ذیل ہیں :

حَصْنِي : حَرْبُ لَعْنِیْنِ کی ایک قسم ہے۔

خَنْجَی : غنڈا پھر کے نیچے اور دم معدہ کے فحشہ میں ایک غمرونی بڑی ہوتی ہے جسے خنجر سے مشابہت کی بنا پر خنجر کی کہتے ہیں۔ کیونکہ یہ وہ عظیم بقص سے متعلق ہے کہ خنجر کی شکل میں جاتی ہے اس وقت غم بقص خنجر کے پھیلنے کے وقت بہ دو غمرونی اس کے قبضہ کی تہ معلوم ہوتی ہے بقص کا بار کی مہلکوں سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ غمرونی خنجر کے مشابہ ہوتی ہے سینہ پر گھمکتی ہیں۔

الطَّیْ : ان کی کیر کی جانب منسوب ہے۔ اس سے مرد سقمونی سے چونکہ ان کا کہہ کے سقمونی سے ہے چھٹی ہوتی ہے اس سے اس کی جانب منسوب ہوا گیا۔

حَضْرَمِیَّة : وہ تہ جس میں حضرم شامل ہو۔ مندھا صتہ، درمکہ خضعت منبہ اور عاصیہ۔

فَلَا فِلی : ایک مہجور جز فلفل، سود فلفل، فیض و در فلفل کی جانب منسوب ہے۔

مَلْحَت : وہ خروٹ جن کے ساتھ کھانا کھانے کے وقت کھاتے ہوئے دھبہ دھبہ پیسہ ہوتا ہے۔ اس کی نسبت تلخ کی حدت اس وجہ سے ہے۔ کیونکہ یہ وہاں کے فصل کے نام سے یہ لفظ آیا ہے۔

سَرْمِی : خنجر کے غمرونی میں ایک غمرونی ہے جو زہر کا حامل ہے۔

کے من پر کوئی ہے اس وجہ سے اس کی کہتے ہیں۔

حَادِی : سام کی ایک بستی حادہ کی جانب منسوب ہے۔ مغرب کی نسبت اس جو کہ وہاں کا زعفران چھتے ہوئے ہوتا ہے۔ اس کی طرف منسوب ہے۔

حالیسی ایک دوا ہے جو درم جالب میں فائدہ کرتی ہے۔  
 یتیمی جرب العائن کی ایک نوع ہے جس میں آنکھ کی شکل تین (انجیر) کی شکل کے مثلاً ہوتی ہے۔

- منسوب اور منسوب الیک کے درمیان تعلق کی کئی صورتیں ہیں۔
- مثلاً بہت جیسے منجوری، یتیمی، حصفی وغیرہ
- مرہست جیسے کلمیہ
- فائدہ کے اعتبار سے منسوب الیہ جزر کی اہمیت جیسے حضرمۃ
- منسوب الیک کسی شئی میں نفع پہنچانے کی صحت جیسے کما ہی
- کسی مدقے میں پانی جانے والی شئی کی خون جیسے جادی اور لطاکی

## باب ۳۱

### وہ الفاظ جو بیک وقت کسی حوالہ پر دلالت کرتے ہیں

بعض الفاظ ایسے ہیں جو بیک وقت کسی حوالہ پر دلالت کرتے ہیں۔ من سب معلوم ہو کہ ایک باب کے تحت ان کا بھی تذکرہ کر دیں۔ اگرچہ وہ کم ہیں اور یہاں ہم ان میں سے صرف چند ہی کا تذکرہ کریں گے۔ مثلاً:

غمرس اس کا امدق اس شخص پر ہوتا ہے جسے کوکھانی نہ دین ہو اور نہ ہی اس کی آنکھوں سے تسوھی جاری رہنے ہوں۔ اگر کسی شخص میں ان میں سے کوئی ایک کی حالت پائی جا رہی ہو مثلاً مدق کوکھانی نہ دین ہو یا تسوھی جاری رہتے ہو یا تو اس کو اعلش نہیں کہیں گے۔

دقت اس میں نہ رشہ تسوہل جاتا ہے اور نہ دقت پیدا ہوتی ہے جو معلوم

کے بعد نہ ہوتی ہے۔

میل : کا شمار قرشی کے قول کے مطابق اس باب میں ہوگا۔ اس سے کہن کے نزدیک اس سے قرعہ ریمہ درستی دتی دوز پر دانت ہوتی ہے  
نقصہ : کا شمار اس باب میں نہیں ہوگا کیوں کہ حرکت اور سکون دونوں ایک وقت میں نہیں پائے جاتے اس طرح دو طرفہ حرکتیں بھی ایک وقت نہیں پائی جاسکتیں۔

درم - کا صدق چونکہ اہل اس و حد ہیئت پر ہوتا ہے جو جو  
مزت، دی، تفرق اتصال و درمیں تربیب کے متعلق ہونے سے حاصل ہوتی ہے۔ اس سے  
اس کا شمار بھی اس باب میں نہیں ہوتا۔  
حاصل یہ کہ اس باب کے تحت وہ مفرد لغز آئیں گے جو ایک سے زیادہ  
حاصلوں پر دلالت کرتے ہوں۔

## باب ۲۲

# در الفاظ جو قریب قریب ایک جیسے لکھے جائیں

یہ باب ہونے میں یہ معتقد ہیں کہ کاتب کبھی کبھی کلمہ کی وجہ سے بعض  
ایسے الفاظ جو قریب قریب ایک جیسے لکھے جاتے ہیں غلطی سے لکھ دیتے ہیں۔ اس  
طرح کبھی کبھی قریب قریب لکھے جاتے ہیں جس کی وجہ سے جو کچھ سمجھنا چاہیے وہ سمجھ  
نہیں پاتا۔ مثلاً اگر کہیں:

• انما یدفع غشی (ش سے) میں کا مطلب ہوتا ہے کہ وہ دور  
غشی میں نہ دے کرتا ہے۔ پس اگر وہ تب ہوتا ہے کہ غشی سے غشی لگتا ہے، لکھ دیتے ہیں۔



پڑھ لے تو معنی بدل جائیں گے اور اس صورت میں اس کا مطلب یہ ہوگا کہ مارا الورد  
متلی میں فائدہ کرتا ہے۔ پھر اگر رورد کسی ایسے شخص کو استعمال کر لیا جائے جسے متلی آرہی ہو  
تو ہر سے کہ اس سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔

ایک جیسے نکلے منہ کے کچھ علامات ذیل ہیں:  
• نَفَاخَةُ دُفْعًا حَبَّہٗ . نَفَاخَةُ غَلْمٍ نَفَاخَةُ غُلِّ سِرِّہٖ کو کہتے ہیں جو کہ متلی و رک  
میں داخل ہو کر مفصل و رک بنا رہا ہے اور نَفَاخَةُ حَبَّہٗ اس مرضی کیفیت کو کہتے ہیں جس  
میں طبقہ قرزیہ کے پھٹ جانے سے صَبَقَةُ عَجِیْنَتِہٖ باہر نکل کر میوٹ تک پہنچ جاتی  
ہے۔

• نَوْنُہٗ دَر نَوْنُہٗ . نَوْنُہٗ خَسَارِکِ گہرائی میں بکھنے والی وہ پھنسی ہے جس  
میں قرعہ بن جائے جبکہ نَوْنُہٗ بواسیر کی ایک قسم ہے۔ شاید اطبائے اہل سنت کے خوف  
سے انہوں نے قرعہ سے اور ش سے کرتے ہیں ورنہ نَوْنُہٗ کی ایک صفت نَوْنُہٗ  
بھی ہے۔

• نَعْمٌ اور دَلْعَمٌ . نَعْمٌ مری کو کہتے ہیں جس سے مفعومات و مشروبات  
گزر کر معدہ میں جاتے ہیں جبکہ دَلْعَمٌ اخلاط اربعہ میں سے ایک خلط ہے۔  
• عُصَصُہٗ اور عُصَصُہٗ . عُصَصُہٗ مقدم اندک دماغ کی حرکت ہے جس سے وہ ناک سے  
نکلنے والی ہوا کے ذریعہ شئی موزی کو دفع کرتا ہے جس طرح کہ رتہ سے شئی موزی کو دفع  
کرنے کے لیے کہ نسی اور معدہ سے شئی موزی کو دفع کرنے کے لیے قے اور ابکائی آتی ہے  
جبکہ موزی موزیوں میں ہونے والا ایک درم حار ہے۔

باب ۳۳

## وہ الفاظ جن کے مراتب پر لالت ہوتی ہے

اطباء بعض امراض کے لیے اس کے مراتب کے اعتبار سے الفاظ استعمال کرتے

ہیں۔ مثلاً مرض کی ابتداء کو ایک خاص نام سے پکارتے ہیں۔ اس کے زمانہ اشتداد کے لیے دوسرا لفظ بولتے ہیں اور انتہا کے وقت قیصر لفظ استعمال کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر جب معدہ کسی چیز کو دفع کرنا چاہتا ہے تو اسے غشیان دہلی کہتے ہیں۔ اگر یہ حالت قائم رہے تو اسے ثَقْلَبُ النَّفْسِ کا نام دیتے ہیں۔ پھر اگر معدہ اس شے کو دفع کرنے کی کوشش کرے لیکن منہ سے کچھ نہ نکلے تو اسے تَمَسُّوعُ (اُجکائی) کہتے ہیں اور اگر ساتھ ہی کچھ منہ سے بھی نکلے تو اسے حَفَّے کہتے ہیں۔

- جگر میں کسی بیماری کے سبب پانی جمع ہونا شروع ہو جائے تو اسے سُوءُ الْبَقِیَہ کہتے ہیں اور جب پانی زیادہ مقدار میں جمع ہو جائے تو اسے سُوءُ الْبَقِیَہ کہتے ہیں۔
- حرارت جب شہنم کی مانند اعضاء پر پھیل ہوئی رطوبت کو متاثر کرے تو اسے رِق کہتے ہیں۔ البہل مسیحی نے اسے حُمَّى رِق مَرَسَلہ سے تعبیر کیا ہے۔
- پھر جب وہ اس رطوبت کو ختم کر دے اور ساتھ ہی اس رطوبت کو بھی تحلیل کرنے لگے جو منجمد ہونے کے قریب تھی تو اسے ذَبُول کہتے ہیں۔ پھر جب اسے ختم کرنے کے بعد ان رطوبات کو بھی فنا کرنے لگے جن سے تمام اسکا اجزاء ہوتا ہے تو اسے مُفَتِّت اور مَحْشِف کہتے ہیں۔

- خلط جب رطوبت میں تبدیل ہو جائے تو اسے رَطَوِیَّتٌ مَحْصُورَہ فی افواه العروق الصغیر (چھوٹے عروق کے کناروں میں محصور رطوبت) کہتے ہیں۔ پھر جب یہ رطوبت وہاں سے نکل کر اعضاء کی سطحوں پر پھیل جائے تو اسے طَائِیَہ اور رَذَازِیَہ کہتے ہیں۔ پھر جب اس میں تخثر (COAGULATION) پیدا ہو جائے تو اسے قَرِیْبَہ الْعَقْدِ بِالْإِنْعِقَادِ وَالْجَمْدِ (انجماد کے قریب پہنچ جانے والی رطوبت) کہتے ہیں۔

- جب تمام بطون داغ میں ناقص طور پر انسداد ہو جائے تو اسے صَرَع کہتے ہیں اور جب انسداد تمام ہو تو اسے مَكْنَن کہتے ہیں۔
- اعضاء راس میں درد اگر صرف ایک جانب ہو تو شَقِیقَتہ اور پورے سر میں ہو







## مترجم کی دیگر زیر طبع / زیر ترتیب کتابیں

رسائل مسیح الملک - مسیح الملک حکیم اجل خان نے عربی زبان میں متعدد طبی رسائل تصنیف کیے ہیں۔ انہیں کا اردو ترجمہ اس مجموعہ کی شکل میں پیش کیا گیا ہے۔ ان رسائل میں فن کشتہ سازی، دوران حمل مدرات کا استعمال، دواؤں میں شکریات کا استعمال، کیا پانی جن بدن بنتا ہے، اور دوسرے متعدد اہم موضوعات سے بحث کی گئی ہے۔

افاداتِ رازی - اس کتاب میں مشہور مسلم طبیب محمد بن زکریا رازی کی حیات اور طبی خدمات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ مختلف طبی علوم اور خاص کر معالجات میں اس کے اضافات اور مجربات بیان کیے گئے ہیں۔ اس کی شہرہ آفاق کتاب 'الحاوی الکبیر فی الطب' اور دوسرے اہم مخطوطات کا تعارف کرایا گیا ہے اور تعدیہ امراض، سرطان، ضیق النفس، ورم بلغمی، امراض جلد اور دوسرے اہم موضوعات پر اس کی تحقیقات پیش کی گئی ہیں۔

طب نبوی کی کیا حیثیت - طب نبوی کی کیا حیثیت ہے؟ اس کا شمار

دنیوی علوم میں ہوتا ہے یا اس کی کچھ شرعی حیثیت ہے؟ احادیث میں مرض اور صحت کا کیا تصور پیش کیا گیا ہے اور تیمار داری کے کیا آداب بیان کیے گئے ہیں؟ حفظانِ صحت، متعدی امراض سے احتیاط اور اصول علاج کے سلسلہ میں آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہدایات دی ہیں؟ نیز طب نبوی میں بغرض علاج کیا کیا روایں اور غذائیں بیان کی گئی ہیں؟ اس کتاب میں ان سب موضوعات کا ایک تحقیقی مطالعہ کیا گیا ہے۔



Telegram Link <https://t.me/HAKHANEBOOK>

